Presented by: Rana Jabir Abbas

جبینِ عشق کا سجدہ

نور علی نور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم رب الارباب

جبینِ عشق کا سجدہ

نور علیٰ نور

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

کتاب نام .... جبینِ عشق کا سجدہ

موضوع .... شاعری (مدحِ محمدؐ وآلِ محمدؐ)

نتیجۂ فکر .... نور علی نور (نورالدین)

انتخابِ کلام .... اسد آغا لکھنوی

ترتیب .... وسیم رضا راجو

اہتمام .... حسنین عبدالحسین ماؤجی

تعاونِ خصوصی .... نثار آرٹ پریس لاہور

سرِ ورق .... نوید قریشی

تزئین وآرائش .... ارشاد علی انجم

کمپوزنگ .... محمد یوسف شہیدی

سنِ اشاعت 2013

تعداد 1200

قیمت .... پاکستان 300 روپے

.... :النور پبلشرز ....

طارق روڈ کراچی فون: 0312-5121211

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
sabeel-e-sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرم نوازی

کریمِ کربلا

انتساب

سوارِ دوشِ پیمبرؐ کی سواری

ذوالجناح

کے نام

شبیرؑ کی عظمت ہو بیاں کیسے، کہ مجھ سے
پوری نہ ہوئیں عظمتِ رہوار کی باتیں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

اہلِ عشق

ہماری موت بھی بنتی ہے باعثِ مجلس
ہم اپنی موت بھی نذرِ امام کرتے ہیں
ہم اہلِ عشق کا رشتہ ہے اُس قبیلے سے
جہاں کٹے ہوئے سر بھی کلام کرتے ہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترتیبِ سجود

۱۔ جبینِ عشق کا سجدہ .... (دیباچہ) نور علی نور........ 10

۲۔ پئے بخشش یہی سوغات لے کر آ گیا ہوں .(نعت) 15

۳۔ فاتحہ .... قبر سے مکالمہ...... 16

۴۔ فنا اور کربلا .... مسدس............ 17

۵۔ جدِ آئمہ معصومینؑ.. 24

۶۔ محسنِ اسلام .... مسدس............ 25

۷۔ راز 31

۸۔ لباسِ بشریت 31

۹۔ علیؑ چلے تو خدا کا نظام چلتا ہے 32

۱۰۔ مدحِ علیؑ بہ زبانِ جلی .... مسدس............ 34

۱۱۔ علوئے علیؑ 41

۱۲۔ عقل سے پہلے 41

۱۳۔ دلیلِ عشق.. 42

۱۴۔ عبادت کا نشاں.. 42

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۵۔ سُن قلندر کی صدا .... مسدس 43
۱۶۔ اقیم الصلاۃ 48
۱۷۔ مالکِ کعبہ 48
۱۸۔ میں باکمال ہوں میری دعا کمال کی ہے 49
۱۹۔ حجابِ توحید 50
۲۰۔ بتولؑ کی چادر 50
۲۱۔ قرآں درود پڑھتا ہے 51
۲۲۔ محتاج نہیں 51
۲۳۔ عظمتِ جنابِ سیدہؑ .... مسدس 52
۲۴۔ شافعِ حُرؑ 59
۲۵۔ درِ سیدہؑ کی عطا چل رہی ہے 60
۲۶۔ یہ گھر بتولؑ کا ہے .... مسدس 61
۲۷۔ حسینؑ سے پہلے 67
۲۸۔ معراجِ حُسن 67
۲۹۔ خطبۂ مولا حسنؑ .... مسدس 68
۳۰۔ اعتبارِ قلم 75
۳۱۔ شام ہو جاتی 75
۳۲۔ میں حسنؑ کا ہوں قلم .... مسدس 76
۳۳۔ زمیں پہ عکسِ احد کو حسینؑ کہتے ہیں 81
۳۴۔ مثالِ خالقِ اکبر حسینؑ بولے گا 82

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۵۔ سجدے تلاش کرتے ہیں 84

۳۶۔ عبادتوں کی عبادت 84

۳۷۔ سفینۂ نجات حسینؑ .... مسدس 85

۳۸۔ سر کون اُٹھائے 93

۳۹۔ خدا خود شریک ہے 93

۴۰۔ اِسے سمجھ کے مصلّہ نماز پڑھتا ہے 94

۴۱۔ باندھا 97

۴۲۔ کعبۂ کربلا کا سنگِ اسود (جنابِ جونؑ) 97

۴۳۔ طبیبِ فطرس حسینؑ کا جھولا .... مسدس 98

۴۴۔ کربلا کے دشت میں منظر بہ منظر آیتیں 103

۴۵۔ بنایا شاہؑ نے کعبے کا کعبہ کربلا میں 105

۴۶۔ چھایا ہوا ہے کعبے پہ کرب و بلا کا رنگ 107

۴۷۔ سلطانِ کربلا .... مسدس 108

۴۸۔ سجدۂ شکر ہوا، رب کی رضا جیت گئی 114

۴۹۔ مرے ہر خواب کی تعبیر لکھنا آ گیا 116

۵۰۔ حُسنِ حسینؑ 117

۵۱۔ بولتی نادِ علیؑ 118

۵۲۔ بتولؑ کا لہجہ 118

۵۳۔ زینتِ حیدرؑ 119

۵۴۔ تاریخ کا رُخ 119

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۵۔ خدیجۂ کربلا .... مسدس 120

۵۶۔ بولتی تفسیر 125

۵۷۔ محافظِ نسلِ محمدؐ 125

۵۸۔ شریکۃ الحسینؑ .... مسدس 126

۵۹۔ کرم رب کا ہوا، رب کے کرم تک آ گیا ہے 133

۶۰۔ معجزہ یہ پیاس کا دیکھا درِ عباسؑ پر 134

۶۱۔ معراجِ سخاوت 136

۶۲۔ ہاتھ کھلا ہے 136

۶۳۔ پانی پہ قبضہ کر لیا 137

۶۴۔ بے شیر کھیلے گا 137

۶۵۔ خلقتِ خواہشِ سیدہؑ .... مسدس 138

۶۶۔ جلالِ علمدارؑ 145

۶۷۔ عباسؑ کے ہاتھ 145

۶۸۔ نیزۂ عباسؑ .... مسدس 146

۶۹۔ فرات پر 151

۷۰۔ باب الحوائج 151

۷۱۔ حسینؑ جانے کے کیا ہے حسینؑ کا عباسؑ .. مسدس 152

۷۲۔ یہ ہے عباسؑ یہ ہر خواب کو تعبیر کرتا ہے 159

۷۳۔ سجدوں کا مسجود (مولا سیدِ سجادؑ) .... مسدس 160

(عزادار بنا ہے) 164

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۴۔ اصغرؑ کے پاؤں 165

۷۵۔ علیؑ کھیل رہا ہے 165

۷۶۔ تلوار اُٹھاتا 166

۷۷۔ ۹ لاکھ کھلونے 166

۷۸۔ تو کیا ہوا کہ جو بے شیر ہے علی اصغرؑ 167

۷۹۔ سورما 168

۸۰۔ مسکرانا جانتا ہے 168

۸۱۔ خواب آ کر مل گیا تعبیر سے 169

۸۲۔ علی اصغرؑ کے چھ مہینے 170

۸۳۔ معانیٔ زبحِ عظیم (مولا اصغرؑ) .... مسدس 171

۸۴۔ ملی ہے غموں کی دوا کربلا سے 176

۸۵۔ ازان علی اکبرؑ 178

۸۶۔ سراپائے رسولؐ شہزادہ علی اکبرؑ .... مسدس 179

۸۷ کرتے ہیں عزادار، عزا ایک ہی جیسی 185

۸۸۔ عشقِ عباسؑ 187

۸۹۔ ماتمی ہوں میں .... مسدس 188

۹۰۔ ملکۂ ایثار و وفا (شہزادی فضّہؑ) .... مسدس 194

۹۱۔ محوِ سفر نسب کا ہے معیار خون میں 201

۹۲۔ ذوالجناح۔ میں ہوں رہوارِ حسینؑ .... مسدس 202

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جبینِ عشق کا سجدہ

صنفِ شاعری کو اظہارِ مودت کے لئے استعمال کرنے کی روایت کب سے رائج ہے اس کا جواب تو شاید کبھی نہ مل سکے۔ مگر ایک بات طے ہے کہ کوئی بھی دورِ زمانی و مکانی شاعری کے بغیر نہیں رہا۔ معلوم تاریخ گواہ ہے کہ اظہارِ محبت و مودت کے ساتھ ساتھ اظہارِ نفرت اور ذاتی و کائناتی دکھوں کے بیان کے لئے بھی شاعری کا سہارہ لیا جاتا رہا۔ شاعری کب اعلیٰ ادبی معیارات میں ڈھلتی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شعر میں مخاطب کس قد و قامت کا حامل ہے۔ اور شعر میں کون سی کائناتی سچائی قلم بند کی گئی ہے۔ بڑی شاعری ہمیشہ وہ شاعری بنی ہے جو اپنے موضوع میں وسیع رہی۔

شاعری نے ہر دور میں اپنے پیرائے تبدیل کئے۔ شاعری کبھی غزل کے روپ میں اظہار ذات کی ترجمان بنی تو کبھی نظم کے روپ میں ذات و کائنات کے موضوعات پر بات کرتی رہی۔ جہاں کوئی دَور شاعری سے خالی نہیں گیا وہیں کوئی ایسی زبان بھی نہیں گزری جس میں شعر نہ کہا گیا ہو۔ وہ زبانیں جو تاریخ سے پہلے بولی جاتی رہیں اُن میں بھی ایسے شواہد ملے ہیں کہ شعر کہا جاتا رہا ہے۔ اگر ہم اُس دور کی بات کریں جب تصویری زبان رائج تھی تو اُس میں بھی کچھ نقوش ایسے ہیں جو شاعری ہی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

درج بالا گفتگو سے اس بات کو سمجھنے میں اتنی آسانی تو ہو گئی ہو گی کہ شاعری کی عمر اور کائنات کی عمر شاید برابر رہی ہے۔ اگر اسی بات کا مذہب کے

www.ziaraat.com jabir.abbas@yahoo.com sabeel-e-sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو شاید بات اس سے پہلے کے دور میں چلی جائے گی کہ جب نہ زمان تھا اور نہ مکان۔ اُس دورِ لازمان ولامکان میں کچھ ہستیاں ایسی تھیں جو اپنے خالق کی صفات کی ثناء میں مشغول تھیں اور خالق خود اپنی تخلیق پر نازاں تھا۔ اگر عبد کی ثناء گزاری اور معبود کی ناز برداری کو شاعری ہی کی ایک طرز سمجھا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ دورِ لازمان و لامکان کا وہی کلامِ لازوال و بے مثال الہامی کتابوں کی صورت پیغمبروں پر نازل ہوا۔ آپ میری ان باتوں کو قبول کرنے یا رد کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔

میرا زیرِ نظر مجموعۂ کلام اُن ہستیوں کی ثناء وحمد پر مبنی ہے جن کی عبودیت پر معبود کو خود ناز ہے اور جو ہر زماں و مکاں میں اللہ کی پہچان کا باعث بنیں۔

اس سے پہلے میری غزلوں کے ۲ مجموعے نامکمل اور بے ترتیب منظرِ عام پر آئے اُن کے بارے احباب کی ستائش اور پزیرائی جو میرے حصے میں آئی اُس پر میں ہمیشہ دوست احباب کا ممنون و متشکر رہا ہوں۔ میری اُس کج مج بیانی کو جس طرح شعر شناسوں نے پسند کیا شاید میں اُس کا اُتنا حقدار نہیں تھا۔ یہ ربِ الشہداء کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس ذاتِ واجب نے مجھے اُن حستیوں کی ثناء گزاری کے لئے منتخب کر لیا جن کی شان میں قصیدہ کہنا خود اُس کا طریق ہے۔ سورہ الحمد سے والناس تک کئی آیات میری بات کی تصدیق کرتی نظر آئیں گی۔

1992 میں زندگی نے ایک کروٹ لی۔ ایک ایسی کروٹ کہ جس نے میری پچھلی زندگی کو شمارِ حیات سے خارج کر دیا۔ اُس کے بعد شاعری کا قبلہ بھی درِ آلِ محمدؐ ہوگیا۔ ورق کی جانماز پر مقاصدِ الاہیہ کے ترجمانوں کی ثناء گزاری

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے سجدے میری قضائے عمری ادا کرتے چلے گئے۔

میں تاریکیوں سے روشنی تک کن مراحل سے گزر کر پہنچا یہ موضوع اپنی جگہ ایک الگ کتاب کا متقاضی ہے۔ان چند صفحات میں اِس کا تفصیلی ذکر ممکن نہیں۔اگر زندگی نے اپنے منطقی انجام تک پہنچنے سے پہلے کچھ لمحے فراغت کے دیئے تو سب واقعات بہ تفصیل کتاب کی صورت میں نذرِ قارئین کروں گا۔

2007 میں ایک کتاب **اقلیمِ وفا** میرے بہت پیارے دوست احسن نقوی شہید کی کاوشوں سے شائع ہوئی جس پر مولا کریم سے بہت عزت عطا ہوئی اُس میں صرف علمدارِ وفا حضرتِ عباسؑ کی شان میں قصائد، قطعات، اور مرثیہ شامل تھا۔۳ ایڈیشن شائع ہونے کے باوجود بہت سے احباب تک وہ کتاب نہیں پہنچ سکی۔دوستوں کے مستقل اسرار کی وجہ سے اب اپنی کچھ کاوشیں پھر نذرِ قارئین کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔اس میں سب سے پہلے تو میں ذکر کروں گا برادرم **حسنین عبدالحسین ماؤجی** کا کہ جن کا بے حد اسرار اور تعاون اگر شاملِ حال نہ ہوتا تو شاید **جبینِ عشق کا سجدہ** پیشانی ہی میں رہ جاتا۔ **محترم نثار علی شیخ** (نثار آرٹ پریس) کا بھی دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے میرے عشق کے سجدوں کے لئے مصلے کا اہتمام کیا۔آج کل شہادت کی ہوا بہت تیز چل رہی ہے۔کیا خبر وہ کب مجھ تک پہنچ جائے اسی لئے ضروری سمجھا کہ ورق کے مصلے پر عشق کا سجدہ ادا کر دیا جائے اس سے پہلے کہ نمازِ مودت قضا ہو جائے۔ابھی میری جبینِ عشق میں بہت سجدے باقی ہیں جو انشاء اللہ اپنے وقت پر ادا کرتا رہوں گا۔ مجھے کبھی

www.Zaigham.com jabir.abbas@yahoo.com Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھی یہ زعم نہیں رہا ہے کہ میں نے کوئی بہت اعلیٰ کلام لکھ دیے ہیں۔ ہاں یہ فخر ضرور رہا ہے کہ آلِ محمدؑ نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے وہ بہت کم کم لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔ آلِ محمدؑ کی یہ عطا میری اوقات سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ بھی عرض کردوں کہ میرے تقریباً تمام منقبتی کلام بہت عمدہ ادائیگی کے ساتھ ملک کے بہترین منقبت گزاروں نے پیش کیے ہیں۔ اُن سب کے لئے دعا گو ہوں کے مولا کی بارگاہ سے اُنہیں مزید عزت و توقیر عطا ہو۔ اگر سب کے اسمائے گرامی یہاں لکھنا چاہوں تو ایک طویل فہرست بن جائے گی۔

آخر میں مجھ پر واجب آتا ہے کہ میں اجسادِ نورانیہ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے ساتھ ساتھ اپنے چاہنے والوں اور دوست احباب کا شکریہ بھی ادا کروں کہ جن کی محبت ہمیشہ میرے شاملِ حال رہی ہے۔

کراچی میں برادرم شیخ نایاب حیدر محترم کی محبتوں کا قرض میں کبھی نہیں چکا سکتا۔ برادرم اسد آغا۔ وسیم رضا راجو۔ ایس ایم نقی۔ عارف کربلائی۔ سرفراز سکندر۔ قنبر علی۔ نشاط نقوی ۔ ذوالفقار علی باوا۔ حسنین عباس پولا۔ رضوان زیدی۔ شبر مصطفیٰ۔ دانش رضوی۔ آصف علی۔ علی رضوی۔ جاوید اختر بھائی۔ کامل بھائی۔ وسیم رضوی۔ عدیل رضا اور دیگر تمام دوست احباب کی محبتوں کا بے حد ممنون ہوں۔ لاہور میں پوری شیخ برادری بلخصوص شیخ علی جاوید جعفری اور شیخ فیاض حیدر کا ممنون ہوں کہ جنھوں نے اپنے گھر کا فرد سمجھتے ہوئے عزت سے نوازہ۔ ساتھ ہی ساتھ محترم اسد رضا مُنگلہ۔ برادرم منصور جعفری۔ برادرم زیشان ریاض اور محترم شیخ قیصر بھائی کا بھی ممنون ہوں۔ اسلام آباد میں محترم شکیل اختر قبلہ کا

www.Zargar.com jabir.abbas@yahoo.com Sareer-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ممنون ہوں کہ جن کی رہنمائی میرے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ رہی ہے۔اپنے پیارے بھائی عامر نقوی۔ پاپا جی اور نگار آپا کی پوری فیملی کا بھی بہت ممنون ہوں۔دربار شاہ چن چراغ کے تمام دوستوں بلخصوص ضیغم شاہ ۔ طاہر شاہ۔ چوہدری فرخ۔ شانی شاہ اور دیگر سب احباب کی محبتوں کا بھی ممنون ہوں ڈاکٹر فیصل بھائی اور ڈاکٹر فواد بھائی کے لئے ہمیشہ دعا بہ لب رہا ہوں ۔ اصغر علوی بھائی کی محبت کا بھی معترف وممنون ہوں۔یہاں اگر میں اپنے بھائیوں مبشر نقوی اور علی اطہر کا ذکر نہ کروں تو انصاف اور محبت کا قتل ہوگا۔جس طرح میرے اِن بھائیوں نے مجھے ذاکری میں متعارف کروایا اور جس محبت کا اظہار کیا ہے وہ میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔قبلہ علامہ عون نقوی اور قبلہ علامہ شہنشاہ حسین نقوی صاحبان کا دل کی گہرائیوں سے ممنون ومتشکر ہوں کہ جن کی محبت اور مہربانیاں ہمیشہ میرے شاملِ حال رہی ہیں۔

شیخ ظہور علی منگلہ (تاحیات چیرمین انجمن حسینیہ خواجگان نارووالی) کی شفقتوں کا بھی ممنون ہوں۔اور دعا گو ہوں کہ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔اپنی آپا ذاکرہ محترمہ نگار نقوی کی صحت وسلامتی کے لئے آپ سب سے دعا کا طلبگار ہوں۔

سب سے آخر میں یہ اعتراف بھی کرتا ہوں کہ میں آج جو بھی کچھ ہوں وہ اپنے اُستادِ محترم قبلہ منتظر عباس نقوی صاحب کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔دعا گو ہوں کہ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔

احباب **جبینِ عشق کا سجدہ** آپ کے پیشِ نظر ہے۔ میں یہ سجدہ صحیح ادا کرسکا یا نہیں یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

قطمیرِ آلِ محمدؐ

نور علی نور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نعت

پئے بخشش یہی سوغات لے کر آ گیا ہوں
لبوں پر مصطفیٰؐ کی نعت لے کر آ گیا ہوں

میں کچھ اشعار لایا تھا ثنائے مصطفیٰ میں
سبھی سمجھے کہ میں آیات لے کر آ گیا ہوں

یہ لگتا ہے کہ لے آیا ہوں سورج اور ستارے
مدینے سے جو میں ذرّات لے کر آ گیا ہوں

گداگر تھا مگر میں آج شاہوں سے ہوں بہتر
کہ میں سرکارؐ سے خیرات لے کر آ گیا ہوں

رہے گا حشر تک اب میری تربت میں اجالا
چراغِ عشقِ احمدؐ ساتھ لے کر آ گیا ہوں

جو جذبے عشق احمد کے لہو میں موجزن ہیں
میں لفظوں میں وہ سب جذبات لے کر آ گیا ہوں

www.ziaraat.com
Saheel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

التماسِ سورہِ فاتحہ

عبدالحسین ماؤجی۔۔نور بانو بنت قاسم علی سچے دینا

نرگس خاتون بنت عبدالحسین ماؤجی

غلام حسین میگھانی۔۔نرگس بنت پیار علی آسر

معصومہ بنت ِ ابراہیم مرچنٹ

شیخ رحمت علی (جھمرے والے) و اہلیہ

شیخ امتیاز علی (جھمرے والے)۔۔دلشاد بیگم اہلیہ شیخ امتیاز علی

مرحومہ یاسمین زہرا بنت محمد علی ۔مرحوم اشتیاق زیدی (اسلام آباد)

شہید محسن نقوی۔عزت لکھنوی مرحوم۔شہید اقبال مسعود (لانڈھی)۔

شہید احسن نقوی۔سید عاقل رضا رضوی و اہلیہ

شہید استاد سبطِ جعفر زیدی۔شہید عامر زیدی (عباس ٹاؤن)

شہدائے عاشورہ۔شہدائے کوئٹہ۔شہدائے عباس ٹاؤن۔شہدائے عزاداری

شہید اور مرحوم علمائے عزام وذاکرین کرام۔اور تمام مرحوم مومنین ومومنات

قبر سے مکالمہ

اپنے ہر ایک غم کی دوا لے کے آئے ہیں
ہم کربلا سے خاکِ شفا لے کے آئے ہیں
اے قبر یہ ہمارے بدن پر کفن نہیں
ہم اپنے ساتھ فرشِ عزا لے کے آئے ہیں

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نذرِ شہداء و مرحوم مومنین و مومنات

فنا اور کربلا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

یہ آرہی ہے صدا کل من علیھا فان
سبھی ہیں رزقِ فنا کل من علیھا فان
نہیں کسی کو بقا کل من علیھا فان
سوائے وجہِ خدا کل من علیھا فان

رکھی گئی ہے اساسِ ازل فنا کے لئے
رواں ہر ایک حقیقت ہے انتہاء کے لئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر ابتداء کو فنا ہے ہر انتہاء کو فنا
ہے تیرگی کو فنا اور ہر ضیاء کو فنا
قضا تو یہ ہے کہ ہونا ہے خود قضا کو فنا
بقا کسی کو ہو کیا جب ہے خود فنا کو فنا

حیات رکھی گئی ہے قضا کے قبضے میں
ہر اک چراغِ سحر ہے ہوا کے قبضے میں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

یہ سیلِ وقت سراسر قضا کی زد پر ہے
یہ رنگ روپ یہ منظر قضا کی زد پر ہے
یہ آسمان کی چادر قضا کی زد پر ہے
گمان شے کا ہے جس پر قضا کی زد پر ہے

حیات کا یہ سفر انتہا تو ہونا ہے
فنا کو مانو نہ مانو فنا تو ہونا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

یہی ہے حق کہ ہر اک انتہا حقیقت ہے
خموشیاں ہیں حقیقت صدا حقیقت ہے
بقا پکار رہی ہے فنا حقیقت ہے
حیات ہو کہ نہ ہو پر قضا حقیقت ہے

فنا کو سمجھو تو سمجھو بقا کو جان لیا
قضا کو جان لیا تو خدا کو جان لیا

یہ جان لو کہ بقا پر اثر فنا کا رہا
رہِ حیات پہ ہر دم سفر فنا کا رہا
زباں زباں سُخنِ معتبر فنا کا رہا
ہمیشہ اہلِ زمانہ کو ڈر فنا کا رہا

قضا ہے خیر کو بھی شر بھی مرنے والا ہے
ہے جس کا ڈر ہمیں وہ ڈر بھی مرنے والا ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کسی بھی شے کو یہاں مستقل قیام نہیں
سوائے موت کوئی اور بے لگام نہیں
سرِ حیات کسی کو یہاں دوام نہیں
تغیراتِ زمانہ کا اختتام نہیں

"سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
☆ثبات صرف تغیر کو ہے زمانے میں"

تغیرات پہ بھی اختیار موت کا ہے
بدن وہ دشت کہ جس پر غبار موت کا ہے
اک اعتبار ہے اور اعتبار موت کا ہے
یہ کارِ جبر یہاں بار بار موت کا ہے

حدِ اجل کا حدوں میں شمار ہے ہی نہیں
کہاں کو جائیں کہ راہِ فرار ہے ہی نہیں

☆علامہ اقبال

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

تو پھر بتاؤ کہ یہ جبرِ موت ہے کہ نہیں
بدن کہیں جسے یہ قبرِ موت ہے کہ نہیں
گماں پہ چھایا ہوا ابرِ موت ہے کہ نہیں
یہ ہم جو زندہ ہیں یہ صبرِ موت ہے کہ نہیں

اجل کی دی ہوئی مہلت ہے زندگی کیا ہے
قضا و قدر کی فرصت ہے زندگی کیا ہے

یہ موت ہی کی ہے مہلت کہ چل رہی ہے حیات
انہی حدود میں خود کو بدل رہی ہے حیات
اسی قضا کے سہارے سنبھل رہی ہے حیات
اجل ہی پال رہی ہے تو پل رہی ہے حیات

قضا وجود کو آجائے ذات مر جائے
اجل جو ہاتھ اُٹھالے حیات مر جائے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

سوال یہ ہے کہ کیا ہے سوال کو بھی اجل
اجل ہے ذہن کو کیا ہے خیال کو بھی اجل
ہے یہ ملال تو کیا ہے ملال کو بھی اجل
زوال سب کو ہے کیا ہے زوال کو بھی اجل

جواب یہ کہ توانائی مر نہیں سکتی
اجل بھی چاہے تو سچائی مر نہیں سکتی

اک اور سچ ہے پسِ ممکنات بعد از مرگ
اک اور بھی ہے رواں کائنات بعد از مرگ
وہیں پہ ہو گا مسلسل ثبات بعد از مرگ
حیاتِ اصل ہے جو ہے حیات بعد از مرگ

اُسی قرار کی ہر جاں کو بے قراری ہے
اُسی کی سمت سفر زندگی کا جاری ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

تھکن نصیب ہے ہستی قضا کے رستے میں
خموشیوں کا ہے قبضہ صدا کے رستے میں
بکھر رہا ہے زمانہ فنا کے رستے میں
فنا کو مات ہوئی کربلا کے رستے میں

ضعیف جسموں سے بارِ قضا اُتار دیا
فنا کے خوف کو کرب و بلا نے مار دیا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

جدِ آئمہ معصومینؑ

جہاں میں چودہ ہی معصوم ایسے ہیں جن کا
سبھی رسولؐ بہت احترام کرتے ہیں
مگر خدا کی خدائی میں اک ابوطالبؑ
ہے ایسا جس کو یہ چودہ سلام کرتے ہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محسنِ اسلام

(حضرت ابوطالب علیہ السلام)

اے مرکزِ انوارِ خدا اے ابوطالبؑ
تو سارے زمانے سے جدا اے ابوطالبؑ
ملتی ہے ترے در سے ولا اے ابوطالبؑ
ہوں مجھ کو بھی اشعار عطا اے ابوطالبؑ

تشنہ نہ رہے کوئی بھی خواہش مرے مولاؑ
ہو مجھ پہ عنایات کی بارش مرے مولاؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیکھا ہے کئی بار یہ منظر ترے گھر میں
احمدؐ ترے سائے میں تو حیدرؑ ترے گھر میں
جو مثلِ ملائک ہے وہ جعفرؑ ترے گھر میں
بنتا ہے مقدر کا مقدر ترے گھر میں

انداز خدائی کا بدلتا ہے یہاں پر
سب نبیوں کا سردار بھی پلتا ہے یہاں پر

کعبے کے لئے کعبۂ حرمت ہے تری ذات
تطہیر کی چادر کی طہارت ہے تری ذات
تسکین گہِ ذاتِ رسالت ہے تری ذات
ہاں کارِ خدائی کی ضرورت ہے تری ذات

اک تو جو محمدؐ کا نگہبان نہ ہوتا
دنیا میں کہیں کوئی مسلمان نہ ہوتا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

سمجھے گی ترے رتبے کو عصمت ہی کم از کم
یا رب نے عطا کی ہو رسالت ہی کم از کم
یا چاہیئے ادراکِ امامت ہی کم از کم
کچھ سمجھے گا ہو جس کو مودت ہی کم از کم

رتبہ ترا ہر اک قدِ بالا سے بڑا ہے
عیسیٰؑ ترے مہدیؑ کے غلاموں میں کھڑا ہے

کہتے ہیں جسے عرش ، وہ دلان ہے تیرا
جبریلِ امیں ادنیٰ سا دربان ہے تیرا
ایمان تو خود صاحبِ ایمان ہے تیرا
خود شیرِ خدا تابعِ فرمان ہے تیرا

سمجھے گا کوئی کیسے کہ تو کون ہے کیا ہے
جب تیرا پسر مُہرِ نبوت پہ کھڑا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

قالب ہے ترا جس میں کہ ڈھلتی ہے رسالت
معدن ہے ترا جس سے نکلتی ہے رسالت
کروٹ ترے آنگن میں بدلتی ہے رسالت
اُنگلی تری تھامے ہوئے چلتی ہے رسالت

پھلتے ہوئے جب دیکھی رسالت ترے گھر میں
اللہ نے خود رکھ دی امامت ترے گھر میں

اسلام کی ہے ساری تب و تاب تجھی سے
وابستہ رسالت کا ہر اک باب تجھی سے
ضو پاتے ہیں سب انجم و مہتاب تجھی سے
سیکھے ہیں نبیؐ نے ادب آداب تجھی سے

کیا مرتبہ اے حضرتِ عمرانؑ ہے تیرا
ہم جس کے ہیں مسلم، وہ مسلمان ہے تیرا

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رتبہ ہے ترا کیا یہ رسالت نے بنایا
قرآن نے تائید کی آیت نے بنایا
قامت کی بلندی کا امامت نے بنایا
☆ دنیا کو یہ حیدرؑ کی ولادت نے بتایا

ذیشان ہے یہ گھر، شہہِ ذیشان کا گھر ہے
کعبہ جسے کہتے ہو وہ عمرانؑ کا گھر ہے

جو سر پہ ہے اسلام کے وہ تاج ہے تیرا
مکہ ہے ترا کعبۂ حُجاج ہے تیرا
جو رشکِ سلیمانؑ ہے وہ راج ہے تیرا
جو بھی ہے جہاں بھی ہے وہ محتاج ہے تیرا

ہے کون جو اندازہ کرے تیری عطا کا
تو باپ ہے رشتے میں نصیری کے خدا کا

☆ قافیے کی مجبوری ہے معزرت قبول کیجئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عاجز سے بیاں کیسے ہو عظمت ترے در کی
محتاج ہے ہر ایک ولایت ترے در کی
آیات بھی کرتی ہیں تلاوت ترے در کی
ہے نورِ علی پر بھی عنایت ترے در کی

جو ربِ نصیری ہے وہ تیرا ہی لہو ہے
مالک ہے جو دارین کی وہ تیری بہو ہے

دل کے سبھی ارمان نہیں لکھ سکا مولاؑ
میں شان کے شایان نہیں لکھ سکا مولاؑ
پھر سورۂ رحمٰن نہیں لکھ سکا مولاؑ
میں دوسرا قرآن نہیں لکھ سکا مولاؑ

حق تیری مؤدت کا ادا ہو نہیں سکتا
میں بندۂ ناچیز خدا ہو نہیں سکتا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راز

نور در نور وہی نورِ جلی ملتا ہے
ہر قدم پر وہی نقشِ ازلی ملتا ہے
اے خدا تو ہی بتا دے ہمیں یہ راز ہے کیا
ڈھونڈنے تجھ کو جو نکلیں تو علیؑ ملتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

لباسِ بشریت

وہی خدا کے جو ہے لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُولَدْ
نصیریوں کا خدا اُس کے گھر میں آیا ہے
خدا کی مثل یہ پردے میں رہ بھی سکتا تھا
یہ اس اک شکر لباسِ بشر میں آیا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

زمیں پہ عرشِ علُیٰ کا نظام چلتا ہے
علیؑ چلے تو خدا کا نظام چلتا ہے

نظام کوئی بھی پھر سامنے نہیں ٹِکتا
کہ جب علیؑ کی ولا کا نظام چلتا ہے

عروج و مرتبہ یہ ہے کہ آسمانوں پر
زمینِ کرب و بلا کا نظام چلتا ہے

دیارِ حضرتِ عباسؑ ہے یہ کرب و بلا
یہاں پہ صرف وفا کا نظام چلتا ہے

نصیبِ حرؑ کی قسم جب چلے نہ کوئی نظام
حسینؑ تیری عطا کا نظام چلتا ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اے کعبہ پہنا ہے تو نے جو یہ لباسِ سیاہ
تو کیا یہاں بھی عزا کا نظام چلتا ہے

وہ دیکھ سجدے میں گریہ جنابِ عابدؑ کا
نماز میں بھی عزا کا نظام چلتا ہے

علی کی بیٹی کے روضے پہ احتیاط سے آ
کہ اس نگر میں حیا کا نظام چلتا ہے

کفن میں رکھتے ہیں اس واسطے کہ نوحِ علی
لحد میں خاکِ شفا کا نظام چلتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sakeena

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مدحِ علیؑ بہ زبانِ ربِ جلی

بات یہ تب کی ہے جب بات نہیں تھی موجود

جب کوئی گردشِ حالات نہیں تھی موجود
دن بنا ہی نہ تھا یہ رات نہیں تھی موجود
جُز خدا اور کوئی ذات نہیں تھی موجود
بات یہ تب کی ہے جب بات نہیں تھی موجود

ذات نے چاہا کہ اظہار بناؤں کوئی
اپنے جیسا ہی میں شہکار بناؤں کوئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذات نے چاہا کہ اب ذات کی تشہیر بھی ہو
نور ہوں میں تو مرے نور کی تنویر بھی ہو
ہاتھ میرا ہو تو پھر کاتبِ تقدیر بھی ہو
میں مصور ہوں تو کوئی مری تصویر بھی ہو

اَمر سے میرے زمانوں کو بنانے والا
کوئی تو ہو مری پہچان کرانے والا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

رب نے چاہا مرا شہکار مرے جیسا ہو
اُس کے ظاہر میں ہر اظہار مرے جیسا ہو
عالمِ قدر پہ مختار مرے جیسا ہو
میری مرضی کا خریدار مرے جیسا ہو

اُس کے ہر فعل میں افعال مرے جیسے ہوں
میرے چہرے کے خدوخال مرے جیسے ہوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اپنے ہی نور سے پھر نور بنایا اُس نے
غیب وہ خود تھا سو مستور بنایا اُس نے
اپنی توحید پہ معمور بنایا اُس نے
اُس کی شہرت تھی سو مشہور بنایا اُس نے

پھر وہ بولا قدِ توحید ہے قامت اِس کی
ہے مجھ اللہ کے دل میں بھی محبت اِس کی

پھر خدا عالمِ انوار سجا کر بولا
اپنے مظہر کو وہ معیار بنا کر بولا
اپنا چہرہ وہ زمانے کو دکھا کر بولا
اپنی تخلیق میں اللہ سما کر بولا

دیکھ لو غور سے تم سب مرے شیدائی کو
اب یہی بانٹے گا اللہ کی تنہائی کو

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

میری آواز میں آواز ملائے گا یہی
کہہ کے کُن سارے زمانوں کو بنائے گا یہی
خاک سے آدمؑ خاکی کو اُٹھائے گا یہی
کام پر سارے فرشتوں کو لگائے گا یہی

میری حکمت پہ اسی کی تو حکومت ہوگی
اس کے چہرے پہ نظر کرنا عبادت ہوگی

میں جلی ہوں مرے جیسا ہی جلی یہ بھی ہے
میں ہوں عالم کا ولی اور ولی یہ بھی ہے
میں ازل سے ہوں تو نورِ ازلی یہ بھی ہے
نام میرا ہے علی اور علیؑ یہ بھی ہے

حدِ امکاں میں نہ تم مجھ سے جُدا بولو گے
میں نے خود ایسا بنایا کہ خدا بولو گے

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے رتبے کو فقط عالی نسب سمجھے گا
اسکو کیا سمجھے گا خود اپنا حسب سمجھے گا
اسکو میں سمجھوں گا یا شاہِ عربؐ سمجھے گا
کم سے کم جو اسے سمجھے گا وہ رب سمجھے گا

اس کی خاطر سرِ دیوار میں در رکھوں گا
اس کی آنکھوں سے میں دنیا پہ نظر رکھوں گا

غور سے دیکھو مرا ناز ہے میرا حیدرؑ
سر بلندوں میں سرافراز ہے میرا حیدرؑ
میرا لہجہ مری آواز ہے میرا حیدرؑ
میرے ہر راز کا ہمراز ہے میرا حیدرؑ

منتخب میں نے کیا ہے اسے شاہی کے لئے
ہے یہ کافی مرے ہونے کی گواہی کے لئے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو اثر اس کا ہے وہ سارا اثر میرا ہے
جو عیاں اس میں ہے وہ کارِ ہُنر میرا ہے
یہ درِ علم ہے یہ علم کا در میرا ہے
میں اِسے جس میں اُتاروں گا وہ گھر میرا ہے

سرِ کعبہ یہ ہر اک جھوٹا خدا توڑے گا
یہ ہر اک سجدے کا رُخ میری طرف موڑے گا

یہ جلالت ہے مری اس سے ڈرے گی دنیا
حُکم یہ دے گا تو بے موت مرے گی دنیا
اس کی دہلیز پہ سر اپنا دھرے گی دنیا
دیکھ کر اس کو مری حمد کرے گی دنیا

بادشاہوں کو بھی یہ شاہ نظر آئے گا
تم اِسے دیکھو گے اللہ نظر آئے گا

www.ziaraaat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ ولی میرا ہے میں اس کو امامت دوں گا
عالمِ قدر پہ میں اس کو ہی قدرت دوں گا
اپنی پہچان کو میں اپنی شباہت دوں گا
اس کی چاہت سے میں نبیوں کو نبوت دوں گا

ہر کوئی چاہے گا بس ربِ جلی راضی ہو
اور میری یہ رضا ہے کہ علیؑ راضی ہو

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علوئے علیؑ

خدا کی ذات کا کارِ ہنر سمجھ آئے
بشر کو کیسے وِلا کا سفر سمجھ آئے
نہ اپنے ذہن پہ یوں زور ڈال نورِ علی
علیؑ، علیؑ نہیں رہتا اگر سمجھ آئے

عقل سے پہلے

کس طرح بھلا ربِ عُلیٰ عقل میں آئے
ممکن ہی نہیں نورِ خدا عقل میں آئے
تم عقل کی میزان پہ حیدرؑ کو نہ تولو
جو عقل سے پہلے ہو وہ کیا عقل میں آئے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دلیل عشق

زندگی نے اعترافِ اوجِ حیدرؑ کر لیا
راہ مشکل تھی مودت کی جسے سر کر لیا
دار پر جس دم دلیلِ عشق مانگی موت نے
میثمِ تمارؑ نے سولی کو منبر کر لیا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

عبادت کا نشان

توحیدِ الٰہی نہ رسالت کا نشاں ہے
دیوار میں کعبے کی ولایت کا نشاں ہے
کر غور کہ یہ در نہیں دیوار کے اندر
پیشانیِ کعبہ پہ عبادت کا نشاں ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

سُن قلندر کی صدا

ہم صفت رب کا ہے ہم صورتِ یزداں ہے علیؑ
آیتِ رب جلی، بولتا قرآں ہے علیؑ
سارے عالم کا ولی، حاصلِ ایماں ہے علیؑ
جس کو ممکن نہیں پاسکتے وہ امکاں ہے علیؑ

حالتِ سجدہ میں مسجود نظر آتا ہے
عبد ہوتے ہوئے معبود نظر آتا ہے

www.ziaraat.com
Sadeeq-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو لیا رب نے رسولوں سے وہ وعدہ ہے علیؑ
نور کرتا ہے سفر جس پر وہ جادہ ہے علیؑ
''من یرد اللہ'' میں خالق کا ارادہ ہے علیؑ
جس کو توحید نے اُوڑھا وہ لبادہ ہے علیؑ

جس میں اوصافِ جلی ہوں وہ ولی ہوتا ہے
جو خدا جیسا نظر آئے علیؑ ہوتا ہے

جس نے انوارِ جلی خود میں سمائے وہ علیؑ
جس نے کُن کہہ کے جہاں سارے بنائے وہ علیؑ
اپنے سجدوں سے جو توحید بچائے وہ علیؑ
ٹھوکریں مار کے جو مُردے جِلائے وہ علیؑ

مظہرِ ذاتِ علیٰ نام خدا والا ہے
میرے مولاؑ کا ہر اک کام خدا والا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پیکرِ عدل کہیں عدل کی میزان کہیں
گُل کا کُل دین کہیں ہے تو یہ ایمان کہیں
رام اور شام کہیں ہے تو یہ بھگوان کہیں
ایلیاءِ ہے یہ کہیں اور ہے رحمٰن کہیں

اس کو دہلیز پہ ہی سجدہ روا ہو جاتا
یہ اگر سجدہ نہ کرتا تو خدا ہو جاتا

یہ اگر چاہے تو ہر ذرّے کو گوہر کر دے
جس پہ ہو اس کی نظر اُس کو یہ قنبرؑ کر دے
ایک قطرے کو جو چھو لے تو سمندر کر دے
جس پہ ہو اس کا کرم اس کو قلندر کر دے

دستِ اللہ ہے یہ کاتب تقدیر ہے یہ
خود خدا جس کا مصور ہے وہ تصویر ہے یہ

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رُخِ عالم سے ہے یہ پردے ہٹانے والا
ہے یہ قرآن کو قرآن پڑھانے والا
بت کدے کو ہے یہی کعبہ بنانے والا
حُرمتِ مادرِ عیسیٰؑ کا بچانے والا

رب کے انداز میں ہی رب کا ولی بولا ہے
لبِ عیسیٰؑ سے بھی طفلی میں علیؑ بولا ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

کشتیِ نوحؑ کو طوفاں سے بچایا اس نے
نارِ نمرود کو اک پل میں بجھایا اس نے
نورِ موسیٰؑ کو سرِ طور دکھایا اس نے
نقشِ فرعون کو ھستی سے مٹایا اِس نے

مرتبہ اس کا حدِ فکر میں آتا ہی نہیں
مثلِ اللہ یہ زہنوں میں سماتا ہی نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا کہیں گر نہ اسے ذات کا اظہار کہیں
کیا کہیں گر نہ اسے صاحبِ اسرار کہیں
کیا کہیں گر نہ اسے امر پہ مختار کہیں
تم کہو کیا کہیں گر رب کا نہ شہکار کہیں

جو ہر اک رازِ جہاں کھولے اُسے کیا بولیں
جس کے لہجے میں خدا بولے اُسے کیا بولیں

دل میں ہے الفتِ کرارؑ اگر نوؔرعلی
اوجِ حیدرؑ پہ ہی رکھ اپنی نظر نوؔرعلی
بات کم ظرف نصیری کی نہ کر نوؔرعلی
دے زمانے کو حقیقت کی خبر نوؔرعلی

جس سے وابستہ دل و جاں ہیں وہی ہے علیؑ
عبد و معبود کے مابین کوئی شے ہے علیؑ

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اقیم الصلاۃ

دل و نگاہ میں سوز و گداز قائم کر
خدائے پاک سے راز و نیاز قائم کر
علیؑ کا نام لے پھر رکھ قدم مصّلے پر
نماز پڑھنے سے پہلے نماز قائم کر

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

مالکِ کعبہ

کعبے میں علیؑ آئے تو کعبہ یہ پکارا
انورِ علیؑ، عالمِ انوار سے آئے
مالک ہے یہ گھر کا تو اب اس کی ہے مرضی
دروازے سے آجائے، کہ دیوار سے آئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں باکمال ہوں میری دُعا کمال کی ہے
درِ علیؑ پہ جو دی ہے صدا کمال کی ہے

یہ پنجتنؑ کے سروں سے بلند رہتی ہے
جنابِ زہراؑ کے سر کی ردا کمال کی ہے

خوشی سے جھوم کہتے ہیں راہب و فطرس
سخی حسینؑ کی ہم پر عطا کمال کی ہے

کمر کے زخموں پہ رکھتا ہوں خاکِ کرب و بلا
ہے بے مثال مرض اور دوا کمال کی ہے

پکارتا ہے یہ کعبہ بہ روزِ عاشورہ
میں محترم ہوں ، مگر کربلا کمال کی ہے

یہاں پہ آتا ہے زائر کو لطف جنت کا
زمینِ کرب و بلا کی فضا کمال کی ہے

حدیثیں یوں تو بہت معتبر ہیں نوؔرعلی
قسم خدا کی حدیثِ کساء کمال کی ہے

www.ziaraat.com
sabeel-e-sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حجاب توحید

قرآں کی آیتیں ہیں ثنا گر بتولؑ کی
کرتے ہیں حمد سارے پیمبر بتولؑ کی
گر ڈھونڈ ہے رب کو تو چادر میں ڈھونڈ لو
توحید کا حجاب ہے چادر بتولؑ کی

بتولؑ کی چادر

خدا کی خاص عطا ہے بتولؑ کی چادر
شریکِ اوجِ ولا ہے بتولؑ کی چادر
رسولِ پاک کا ضعفِ بدن مٹاتی ہے
نبوتوں کی دوا ہے بتولؑ کی چادر

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآں درود پڑھتا ہے

ربِ جلی کے نقشِ تمنا کو دیکھ کر
محوِ ثناء ہوں رتبۂ اعلیٰ کو دیکھ کر
قرآں کو دیکھ دیکھ کے پڑھتے ہیں سب درود
قرآں درود پڑھتا ہے زہراؑ کو دیکھ کر

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

محتاج نہیں

کسی عظمت کسی توقیر کی محتاج نہیں
آیتِ رب کسی تفسیر کی محتاج نہیں
آپ تھیں آیۂ تطہیر سے پہلے طاہر
سیدہؑ آیۂ تطہیر کی محتاج نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عظمتِ جنابِ سیدہؑ

اللہ کے جمال کی تصویر پنجتنؑ
جنت وہ خواب جس کی ہیں تعبیر پنجتنؑ
ہیں نورِ لم یزال کی تنویر پنجتنؑ
لوحِ ازل پہ کاتبِ تقدیر پنجتنؑ

قرآن درس لیتا ہے اس بارگاہ سے
رب دیکھتا ہے دنیا کو اِن کی نگاہ سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِن پانچ کے سبب ہی بنے ہیں یہ شش جہات
اِن میں سمٹ کی آئی ہیں اللہ کی صفات
چہرہ خدا کا اِن میں ہے اِن پر خدا کا ہاتھ
ان کے لبوں کی بات بنی ہے خدا کی بات

چرچا ہے بس انھی کا زمیں آسمان میں
ہوتے نہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوتا جہان میں

یہ پنجتنؑ ہیں نورِ خداوندِ ذوالجلال
نبیوں پہ بھی نہیں کُھلا اِن پانچ کا کمال
اپنی مثال آپ ہیں یہ پانچ بے مثال
ہر چیز کو زوال ہے یہ پانچ لازوال

جِن میں خدا سمایا ہے وہ ظرف پانچ ہیں
توحید کی کتاب میں بس حرف پانچ ہیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

ہے پنجتنؑ کا مرکزِ انوار ، فاطمہؑ
ان سب کے سر پہ ہے جو وہ دستار فاطمہؑ
ظاہر خدائی جس سے وہ اظہار ، فاطمہؑ
معیارِ پنجتنؑ کا ہیں معیار فاطمہؑ

فاطر کی سب صفات کو جس نے سما لیا
جس نے خدا کو اپنی ردا میں چھپا لیا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

نبیوں کی بخششوں کا وسیلہ ہیں فاطمہؑ
جس پر چلے امام وہ رستہ ہیں فاطمہؑ
ما قبلِ کُن خدا کا اِرادہ ہیں فاطمہؑ
کعبہ جسے جھکے ہے وہ کعبہ ہیں فاطمہؑ

جس کا مکان کوئی نہیں دو جہان میں
وہ لامکان رہتا ہے ان کے مکان میں

Presented by: Rana Jabir Abbas

زہراؑ کا گھر وہ گھر ہے کہ جس میں ہیں سب امامؑ
عکسِ خدا و نفسِ محمدؐ ہیں لاکلام
بس ایک سیدہؑ ہیں جہاں میں وہ نیک نام
جھک جھک کے کر رہی ہے رسالت جسے سلام

جس نے نبی سے طعنۂ ابتر ہٹا دیا
جس کی کسا نے ضعفِ پیمبرؐ ہٹا دیا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

لاریب ہیں مسبب الاسباب سیدہؑ
ہیں سازِ کائنات کی مضراب سیدہؑ
بزمِ خدا کا گوہر نایاب سیدہؑ
حوروں نے جس سے سیکھے ہیں آداب، سیدہؑ

جتنے اصولِ دین ہیں ان کے اصول ہیں
ان کے نگاہِ فیض سے مریم، بتول ہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں حمد جس کی محمدؐ وہ فاطمہؑ
جو ہیں ازل سے زینتِ مسند وہ فاطمہؑ
مسکن ہے جس کا عالمِ سرمد وہ فاطمہؑ
حدِّ خدا سے جس کی ملی حد وہ فاطمہؑ

جو منکشف ہوئی ہیں ہر اک انکشاف میں
رہتی ہیں سب امامتیں جس کے طواف میں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

وجہِ نزولِ آیۂ تطہیر آپؑ ہیں
کل انبیاء کی کاتبِ تقدیر آپؑ ہیں
قرآں کی آیتوں کی بھی تاثیر آپؑ ہیں
تیرہ میں جس کی ضو ہے وہ تنویر آپؑ ہیں

خلقت میں نور آیا ہے ان کے نزول سے
قدسی بنے ہیں آپ کے قدموں کی دھول سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

جس کی رضا ہے اجرِ رسالتؐ وہ فاطمہؑ
پلتی ہے جس کے گھر میں امامت وہ فاطمہؑ
طاہر ہوئی ہے جس سے طہارت وہ فاطمہؑ
جس پر درود پڑھتی ہے عصمت وہ فاطمہؑ

سمجھے گا کوئی کس طرح ان کے مقام کو
اٹھتے ہیں خود رسولِ خداؐ احترام کو

ظاہر ہیں سب امامؑ، تو باطن ہیں فاطمہؑ
احسان ہیں رسولؐ، تو محسن ہیں فاطمہؑ
امکاں میں جو نہیں ہے وہ ممکن ہیں فاطمہؑ
ہر ماتمی کی حشر میں ضامن ہیں فاطمہؑ

جبریلؑ نے بھی اپنا وسیلہ کہا انہیں
خود مصطفیٰ نے اُمِ ابیہاؑ کہا انہیں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

زہراؑ اماموں کی اکائی کا نام ہے
زہراؑ نبوتوں کی کمائی کا نام ہے
زہراؑ خدا کی ساری خدائی کا نام ہے
زہراؑ ، علیؑ کی عقدہ کشائی کا نام ہے

جو ہاتھ رزق بانٹتا ہے کائنات میں
اللہ کا وہ ہاتھ ہے زہراؑ کے ہاتھ میں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

زہراؑ حجاب قدرت پروردگار ہیں
شیرِ خدا کی زوج ، نبی کا وقار ہیں
یہ قدر والی رات ہیں دن کا نکھار ہیں
شبیرؑ جس کا پھول یہ وہ لالہ زار ہیں

ان کی ثناء میں لفظ کوئی جب رقم کیا
پہلے قلم پہ سورۂ کوثر کو دَم کیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

شافعِ حرؑ

وہ کون سال عمل تھا جو آیا ہے حُرؑ کے کام
وہ کیا تھا جس سے حرؑ نے مقدر بنا لیا
اک واقعہ لڑامِ فرس کا گواہ ہے
زہراؑ کے احترام نے حُرؑ کو بچا لیا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

درِ سیدہؑ کی عطا چل رہی ہے
ابھی تک جو شہہؑ کی عزا چل رہی ہے

علم ، تازیے ، مرتجز ، ہم سفر ہیں
مرے ساتھ کرب و بلا چل رہی ہے

اُٹھا کر میں خاکِ شفا چل رہا ہوں
مرے پیچھے پیچھے شفا چل رہی ہے

سمائے گی کیوں دل میں غیروں کی الفت
یہاں تو علیؑ کی وِلا چل رہی ہے

علم چل رہا ہے تو اُس سے لپٹ کر
کسی بے ردا کی ردا چل رہی ہے

اے بے شیرؑ تو خود نہ چل پایا لیکن
ترے پاؤں سے کربلا چل رہی ہے

www.tajdaat.com
Saheefa-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ گھر بتولؑ کا ہے

نمازِ مدح کا عنوان ہے بتولؑ کا گھر
ہر ایک شان میں زیشان ہے بتولؑ کا گھر
جہاں کا مرکزِ ایمان ہے بتولؑ کا گھر
مکانِ آیتِ قرآن ہے بتولؑ کا گھر

یہ کبریا کے لئے زیب و زین کا گھر ہے
مکانِ زہراؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا گھر ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کمال گھر ہے ، یہاں باکمال رہتے ہیں
مثال کیا کہ یہاں بے مثال رہتے ہیں
خیالِ رب کے سبھی ہم خیال رہتے ہیں
جنابِ زہراؑ کے زُہرہ جمال رہتے ہیں

زمیں پہ عرشِ مُعلٰی دکھائی دیتا ہے
یہ گھر تو کعبے کو کعبہ دکھائی دیتا ہے

ہے اس مکان کا در کربلا کا دروازہ
کشادہ در ہے یہ عقدہ کشا کا دروازہ
یہی تو در ہے شہہِ انبیاء کا دروازہ
درِ رسول خداؐ ہے خدا کا دروازہ

طہارتوں کی مطہر فضا میں کھلتا ہے
فقط یہ در ہے جو بیتِ خدا میں کھلتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی پہ عرش سے تارا اُتر کے آیا ہے
یہیں پہ دیں کا سہارا اُتر کے آیا ہے
کلامِ حق یہیں سارا اُتر کے آیا ہے
یہاں خدا کا اُتارا اُتر کے آیا ہے

فلک کے باسی اُتر کر زمیں پر آتے ہیں
فرشتے روٹیاں لینے یہیں پر آتے ہیں

ہر ایک خاک کا زرہ نگیں ہے اس گھر میں
فلک سے اعلیٰ ہے جتنی زمیں ہے اس گھر میں
ہر ایک عرش نشیں، ہم نشیں ہے اس گھر میں
مکاں جو رکھتا نہیں وہ مکیں ہے اس گھر میں

مکان ایسا کہاں حدِ دو جہان میں ہے
نصیریوں کا خدا بھی اسی مکان میں ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ درحیات کا در ہے صفات کا در ہے
مکانِ زہراؑ کا در کائنات کا در ہے
یہ در دراصل حدِ ممکنات کا در ہے
یہی تو در ہے جو سب کی نجات کا در ہے

قدم یہاں ملک الموت کے اُکھڑتے ہیں
اسی پہ رُک کے محمدؐ درود پڑھتے ہیں

بنی ہیں آیتِ قرآں سے اس کی دیواریں
ہیں متصل حدِ یزداں سے اس کی دیواریں
بلند عالمِ امکاں سے اس کی دیواریں
ملی ہیں رب کے شبستاں سے اس کی دیواریں

بِنا مکان کی اللہ کے کرم پر ہے
یہاں سے منزلِ قوسین دو قدم پر ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بلندیوں کی علامت ہے اس مکان کی چھت
ہے پست سامنے اس چھت کے آسمان کی چھت
بیان کیسے ہو یہ وسعتِ بیان کی چھت
مکانِ زہراؑ کی یہ چھت ہے دو جہان کی چھت

اسی کی چھاؤں ہے عظمت کے آسمانوں پر
یہ چھت ہے سایہ فگن پانچ سائبانوں پر

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

اسی مکان میں اللہ کا حبیب بھی ہے
اسی مکاں میں مکیں امن کا نقیب بھی ہے
قریبِ کعبہ ہے اللہ سے قریب بھی ہے
اسی مکان میں فطرس ترا طبیب بھی ہے

طواف اس کا یہ کُل کائنات کرتی ہے
یہاں کنیز بھی آیت میں بات کرتی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اِسی مکان کے دربان میثمؑ و سلماںؑ
یہیں پر نورِ علی دینِ حق ہوا ہے جواں
یہیں پر ادنیٰ سا خدمت گزار ہے رضواں
یہیں خریدی ہے حیدرؑ نے مرضیِ یزداں

یہیں پہ ڈھلتی ہے شب، دن یہیں نکلتا ہے
یہاں پہ چلتی ہے چکی تو وقت چلتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسینؑ سے پہلے

حسنؑ کا نور ہے ہر نورِ عین سے پہلے
حسنؑ تھے جلوہ فگن مشرقین سے پہلے
بھلا تم اُس کے کمالات کیسے سمجھو گے
ملی ہو جس کو امامت حسینؑ سے پہلے

معراجِ حُسن

سارے اعضاء ہوں اکٹھے تو بدن بنتا ہے
پھول سے پھول ملے جب تو چمن بنتا ہے
حرف اور صوت کی ترتیب یہی کہتی ہے
حُسن معراج کو پہنچے تو حسنؑ بنتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خطبۂ حسنؑ مجتبیٰ

ممکن ہو تو امکان کو پہچان لے دنیا
محسن کے ہر اک احسان کو پہچان لے دنیا
منہ بولتے قرآن کو پہچان لے دنیا
اللہ کی پہچان کو پہچان لے دنیا

بے جسم ہے جو اس کا بدن کہتے ہیں مجھ کو
میں حُسن سے پہلے ہوں حسنؑ کہتے ہیں مجھ کو

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صورت ہے مری سورۂ رحمٰن کی صورت
پوشیدہ مرے راز ہیں یزدان کی صورت
ہے آیتِ قرآں مرے جُزدان کی صورت
اُترا ہوں محمدؐ پہ میں قرآن کی صورت

گُل بن کے، سرِ کعبۂ عصمت میں کِھلا ہوں
میں سیدہ زہراؑ کو مصّلے پہ مِلا ہوں

اللہ کے احکام سے مجبور فرشتے
چشمِ بشریت سے ہیں مستور فرشتے
ہیں اپنی عبادت پہ مغرور فرشتے
خدمت پہ مری رہتے ہیں معمور فرشتے

جو بھی ہے ملک تابعِ مرضی ہے وہ میرا
ان سب کا جو سردار ہے درزی ہے وہ میرا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اک بات یہی پوچھتا ہوں آج میں سب سے
کیا تم کو خبر ہے کہ مرا نور ہے کب سے
امکان میں اللہ کا امکان ہے جب سے
میں پہلوئے توحید میں موجود ہوں تب سے

ہستی میں کہیں ہست نہ تھا ، بود نہیں تھا
موجود تھا میں ، عالمِ موجود نہیں تھا

www.ziaraaat.com
Safeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

کیا وقت تھا، جب کچھ بھی نہ تھا، کچھ بھی نہیں تھا
بس سجدۂ معبود مرے وقفِ جبیں تھا
تھا جس جگہ اللہ مرا نور وہیں تھا
اللہ مکاں تھا مرا ، میں اس میں مکیں تھا

میں اُس میں تھا پوشیدہ بدن پانے سے پہلے
ہونے کی خبر رکھتا ہوں ، ہو جانے سے پہلے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

افلاک پہ رہتا تھا میں افلاک سے پہلے
ممکن میں گزر تھا مرا ادراک سے پہلے
مالک ہوں میں ہر ملک کا املاک سے پہلے
یہ دنیا بنی خاک سے، میں خاک سے پہلے

اس چلتے زمانے کا چلن دیکھ رہا تھا
بنتے ہوئے دنیا کو حسیں دیکھ رہا تھا

www.ziaraaat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

میں چاہوں تو یکتائی کو کثرت میں بدل دوں
کثرت کو میں پھر نقطۂ وحدت میں بدل دوں
تقدیرِ بشر عالمِ قدرت میں بدل دوں
چاہوں تو ہر اک مرد کو عورت میں بدل دوں

جُز حیدرِ کرارؑ کہاں مِیل ہے میرا
فطرت کو بدل دینا تو اک کھیل ہے میرا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بخشے ہیں ہر اک حُسن کو میں نے ہی معانی
پلٹائی ہے میں نے ہی ذلیخا کی جوانی
مشہور ہے حُسنِ رخِ یوسفؑ کی کہانی
وہ حُسن مرے ہاتھوں کا دھویا ہوا پانی

سائے مری وسعت کے، زمانوں پہ تنے ہیں
افلاک مرے پاؤں کی مٹی سے بنے ہیں

میں قادرِ تقدیر شریعت مری پابند
اللہ کا ہر امر ہے مُٹھی میں مری بند
کیا سمجھے گی یہ بات بھلا فکرِ خردمند
میں کعبے کا کعبہ ہوں ، میں توحید کا فرزند

اِس اوجِ کمالات پہ مجھ سا کوئی ہوتا
میں ہوتا جو اللہ کا بیٹا کوئی ہوتا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ممکن ہی نہیں رمز و کنایہ مرے جیسا
ہو سکتا نہیں کوئی پرایا مرے جیسا
کوئی نہیں خالق کا بنایا مرے جیسا
حد یہ کہ نہیں خود مرا سایہ مرے جیسا

انوار کے یہ پھول کِھلیں گے مرے گھر میں
مجھ جیسے فقط تم کو مِلیں گے مرے گھر میں

گھر میں ہیں میرے سارے ولی ایک ہی جیسے
ہم سارے ہیں نورِ ازلی ایک ہی جیسے
ہم سب میں ہیں اوصافِ جلی ایک ہی جیسے
ہم سارے محمدؐ ہیں ، علیؑ ایک ہی جیسے

عقلِ بشریت میں سماتے ہی نہیں ہیں
مت سوچ کہ ہم سوچ میں آتے ہی نہیں ہیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraaat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ نہیں، مظہر اللہ ہیں ہم سب
جو راہِ حقیقت ہے وہی راہ ہیں ہم سب
خود اپنے مراتب سے بس آگاہ ہیں ہم سب
ہاں نورِ علیؑ شاہوں کے بھی شاہ ہیں ہم سب

بے مثل ہے جو بھی وہ مثالی نہیں ہوتا
پھر جائے جو ہم سے وہ حلالی نہیں ہوتا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اعتبارِ قلم

سرِ ورق یہ ہر اک اختیار کھو دیتا
ہر ایک لفظ بھی اپنا وقار کھو دیتا
حسنؑ کے ہاتھ سے نسبت اگر نہیں ہوتی
قسم خدا کی قلم اعتبار کھو دیتا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

شام ہو جاتی

ہر ایک سانس فنا کا پیام ہو جاتی
تمام دنیا بس اک پل میں رام ہو جاتی
اُٹھاتے تیغ اگر مجتبیٰ تو نورِ علی
سحر سے پہلے یزیدوں کی شام ہو جاتی

Presented by: Rana Jabir Abbas

قلم

میں حسنؑ کا ہوں قلم

لفظوں کا شہہ سوار حسنؑ کا قلم ہوں میں
تحریر کا نکھار حسنؑ کا قلم ہوں میں
کاغذ کا ہوں وقار حسنؑ کا قلم ہوں میں
میں ہوں وفا شعار حسنؑ کا قلم ہوں میں

شہکار کر دیا ہے مجھے شاہ کار نے
میری قسم بھی کھائی ہے پروردگار نے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لکھنا ہے کیسا لفظ کہاں جانتا ہوں میں
تحریر ہوگی کیسے رواں جانتا ہوں میں
قرطاس کی صدا کو اذاں جانتا ہوں میں
ہر اک لغت ہر ایک زباں جانتا ہوں میں

سینے میں رازِ کُن فیکوں پالتا ہوں میں
جتنے ہیں لفظ سب کا بدن ڈھالتا ہوں میں

رکھی ہے کردگار نے میرے لئے نوید
دستِ نجس میں جا کے بھی ہوتا نہیں پلید
تیغوں کو ہے خبر کہ مرا وار ہے شدید
لعنت ضرور کرتا ہوں لکھتا ہوں جب یزید

تیغِ علیؑ کی طرح نکھارا ہوا ہوں میں
دستِ حسنؑ پہ رب کا اُتارا ہوا ہوں میں

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وابستہ ہو گیا ہوں حسنؑ کے کمال سے
پہچانا اب میں جاؤں گا زہراؑ کے لال سے
خائف لعینِ شام ہیں سب میری چال سے
لفظوں کو آ رہا ہے پسینہ جلال سے

محوِ سُخن ہوں نغمۂِ بے صوت کی طرح
کاغذ پہ ہوں رواں ملک الموت کی طرح

حکمِ امام سے میں رواں ہوں سرِ ورق
ہے روشنائی میری منور شفق شفق
کردوں گا میں لعینوں کے روشن سبھی طبق
ہے مجھ کو یاد عظمتِ حیدرؑ کا ہر سبق

اندازہ کیا لگاؤ گے میرے دوام کا
میری کمر پہ ہاتھ ہے میرے امام کا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لکھوں گا لفظ ، جبر کی گفتار کاٹ کر
صبحِ ازل سے شام کی یلغار کاٹ کر
بغض و ریا و جبر کی دستار کاٹ کر
رکھ دوں گا اپنی نوک سے تلوار کاٹ کر

اتروں جو رن میں تیغوں کا پانی اُتار دوں
جسموں پہ موت لکھ کے ابھی سب کو مار دوں

تیغوں کو جس کا ڈر، وہ علیؑ کا بھرم ہوں میں
میں ہاشمی گھرانے میں ہوں باھشم ہوں میں
اللہ کا کرم ہے کہ اس کا کرم ہوں میں
کاغذ کی کربلا میں حسنؑ کا علم ہوں میں

بچ کر نفاق جائے گا کیا میرے وار سے
خالق نے خود تراشا مجھے ذوالفقار سے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاکیزہ ہے جو نورِ علی اُس چمن کا ہوں
ہوں بے شکن کہ ثانیِ خیبر شکن کا ہوں
ادنیٰ سا ایک غلام درِ پنجتنؑ کا ہوں
اعزاز ہے مرا کہ سپاہی حسنؑ کا ہوں

میں وہ قلم ہوں جو رگِ احساس ہو گیا
آ کر حسنؑ کے ہاتھ میں عباسؑ ہو گیا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

ہر ایک شرک کی رد کو حسینؑ کہتے ہیں
زمیں پہ عکسِ احد کو حسینؑ کہتے ہیں

سناں کی نوک پہ ناپی جنہوں نے قامتِ شاہؑ
وہ کبریائی کے قد کو حسینؑ کہتے ہیں

قسم خدا کی ، خدا کی تو کوئی حد ہی نہیں
خدا کی حد ہے، تو حد کو حسینؑ کہتے ہیں

مرے خدا تجھے منوا گیا بس اک سجدہ
خدایا تیری سند کو حسینؑ کہتے ہیں

جو تاج بن کے ہے اللہ پر اے نوؔرعلی
ہم اہلِ عشق اُسی شد کو حسینؑ کہتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.Ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

O

مثالِ خالقِ اکبر حسینؑ بولے گا
بنا کے نیزے کو منبر حسینؑ بولے گا

خموش ہو گی خدائی وہاں پہ حیرت سے
بغیر جسم جہاں پر حسینؑ بولے گا

بقائے دیں کیلئے ہو گا جب بھی سر کا سوال
خموش ہوں گے پیمبرؐ، حسینؑ بولے گا

خدا کے ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہوں میں
یہ بات بھی تہہِ خنجر حسینؑ بولے گا

لگے گی جب بھی عدالت، تو پیشِ ربِ جلی
گواہ ہونگے بہتر حسینؑ بولے گا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sapeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہے گا جب بھی کوئی لا الہٰ الا اللہ
تو لا الہ کے اندر حسینؑ بولے گا

گماں یہ گزرے گا کھولیں ہیں ذوالجلال نے لب
کہ جب جلال میں آ کر حسینؑ بولے گا

ہیں دن قریب کے گھر گھر بچھے گا فرشِ عزا
ہیں دن قریب کے گھر گھر حسینؑ بولے گا

یقیں ہے نورِ علیؑ حشر میں ہمارے لئے
ہمارا شافعِ محشر حسینؑ بولے گا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سجدے تلاش کرتے ہیں

حقیقتوں کے اُجالے تلاش کرتے ہیں
درِ حسینؑ کو رستے تلاش کرتے ہیں
ہر اک نماز میں سر کو جھکا کے نورِ علی
مرے حسینؑ کو سجدے تلاش کرتے ہیں

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

عبادتوں کی عبادت

قادر خدا کی ذات ہے قدرت حسینؑ ہے
ساری حقیقتوں کی حقیقت حسینؑ ہے
سجدے کو دے کے طول بتایا رسولؐ نے
میری عبادتوں کی عبادت حسینؑ ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سفینۂ نجات

عقدہ کشائے عقدۂ دشوار ہے حسینؑ
خلّاقِ کائنات کا شہکار ہے حسینؑ
چودہ نفوسِ نور کا معیار ہے حسینؑ
کُل انبیاء کا قافلہ سالار ہے حسینؑ

دھرتی یہ کبریا کا قرینہ حسینؑ ہے
اسلام جس میں ہے وہ سفینہ حسینؑ ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رائج خدا کے دین میں اس کا رواج ہے
شاہد خدا ہے اور یہ شہادت کا تاج ہے
باقی جو نامِ رب ہے اسی کا خراج ہے
توحید کے مزاج کا یہ ہم مزاج ہے

معیارِ دینِ حق کا ترازو حسینؑ ہے
توحید نے جو تھاما وہ بازو حسینؑ ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Aqeel-e-Sakina

حق ہے یہی رسولؐ ہیں سردارِ انبیاء
حق ہے یہی علیؑ ہیں شہنشاہِ اوصیاء
حق ہے یہی کہ مرکزِ عصمت ہیں سیدہؑ
حق ہے کہ انتخابِ خدائی ہیں مجتبیٰ

انوار تھے یہ جلوہ فگن مشرقین میں
چاروں سما دئے ہیں خدا نے حسینؑ میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رب نے عطا کیا اسے فطرت پہ اختیار
حکمت پہ اختیار ، حکومت پہ اختیار
تقدیر پر گرفت تو قدرت پہ اختیار
حق نے دیا اسی کو حقیقت پہ اختیار

یہ اختیار امرِ شہِؑ مشرقین ہے
پانی کو مار دے جو وہ پیاسا حسینؑ ہے

واحد تھا اور دلیلِ احد بن گیا حسینؑ
ہر کفر اور شرک کی رد بن گیا حسینؑ
سجدے میں کبریا کی سند بن گیا حسینؑ
نوکِ سناں پہ دین کا قد بن گیا حسینؑ

اک دن میں کام ایسا کیا ہے حسینؑ نے
اللہ کو خرید لیا ہے حسینؑ نے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر امر و اختیارِ الٰہی حسینؑ ہے
دونوں جہاں پہ جس کی ہے شاہی حسینؑ ہے
اللہ کا عظیم سپاہی حسینؑ ہے
کٹتی رگوں سے رب کی گواہی حسینؑ ہے

قرآں سناں پہ اس طرح دُھرا گیا حسینؑ
اللہ کو اکیلا ہی منوا گیا حسینؑ

شبیرؑ کیا ہے بات یہ سمجھا نہیں کوئی
اس کی ہیں کیا صفات یہ سمجھا نہیں کوئی
کیا کیا ہیں ممکنات یہ سمجھا نہیں کوئی
شبیرؑ ہے حیات یہ سمجھا نہیں کوئی

یہ اک دلیلِ اوجِ شہہِ مشرقینؑ ہے
جو موت سے بھی مر نہ سکے وہ حسینؑ ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کا نشانِ پا ہے فرشوں کی جانماز
اس کی عبا کا سایہ ہے حوروں کی جانماز
اس کا لباسِ پاک ہے نبیوں کی جانماز
اس کا عمامہ ٹھہرا اماموں کی جانماز

جب طول تھا نمازِ شہہؑ مشرقین میں
مصروف تھی نماز، نمازِ حسینؑ میں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

توحید کا جواز ہے سجدوں کا ناز ہے
ہے ناز جس پہ رب کو یہ وہ بے نیاز ہے
ہم کیا کہ انبیاء کا بھی یہ چارہ ساز ہے
اس کا قصیدہ پڑھنا زباں کی نماز ہے

توحیدِ ذوالجلال کا نام و نشاں نہ ہو
اک سجدۂ حسینؑ اگر درمیاں نہ ہو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

حاجات ہر بشر کو ہی ہوتی ہیں صبح دم
پر کربلا کے دشت میں پانی نہ تھا بہم
پھر کیسے پاک ہوتے وہ اصحابِ محترم
لیکن حسینؑ ابنِ علیؑ نے کیا کرم

ہر رِجس اُن کی ذات سے معدوم کر دیا
سب کو بس اک نگاہ میں معصوم کر دیا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

رتبہ ہر اک نبی کا بڑھا کربلا کے بعد
نامِ خدا بلند ہوا کربلا کے بعد
دینِ رسولِؐ پاک بچا کربلا کے بعد
آئی یہ کبریا کی صدا کربلا کے بعد

اعلیٰ جہان بھر سے جبینِ حسینؑ ہے
دینِ رسولؐ آج سے دینِ حسینؑ ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

عظمت یہ ہے کہ اس نے سنبھالا ہے دین کو
گُل کر کے سب چراغ اُجالا ہے دین کو
اس نے ہی مشکلوں سے نکالا ہے دین کو
اصغرؑ کی طرح گود میں پالا ہے دین کو

اعلیٰ ہے دین اس میں علو ہے حسینؑ
قرآن کی رگوں میں لہو ہے حسینؑ

وہ مقصدِ حسینؑ، کہ مقصود کو ہے ناز
حامد حسینؑ ایسا کہ محمود کو ہے ناز
اس کی عبادتوں پہ تو معبود کو ہے ناز
اس کے ہر ایک سجدے پہ مسجود کو ہے ناز

معراج سجدہ ریز ہے اس کی جبین پر
ملنے خدا، حسینؑ سے آیا زمین پر

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

نظریں اُٹھا کے نورِعلی کربلا کو دیکھ
کرب و بلا میں ٹھہری صفِ انبیاء کو دیکھ
قطبوں، قلندروں کو سبھی اولیاء کو دیکھ
سب دیکھ کر حسینؑ کی اس انتہا کو دیکھ

جلوہ فگن ہے عکسِ جمالی حسینؑ کا
اسلام آج بھی ہے سوالی حسینؑ کا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سر کون اٹھائے

صد احترام شاخِ رسالت جھکی رہی
صد احترام بارِ ثمر اُٹھ نہیں سکا
سر کون اٹھائے تیرے مقابل مرے حسینؑ
سجدے سے جب رسول کا سر اٹھ نہیں سکا

خدا شریک ہے

کوئی مٹا سکا نہ مٹے گا غمِ حسینؑ
حق بات بس یہی ہے یہی بات ٹھیک ہے
کالا غلافِ کعبہ ہے اس بات کا ثبوت
شبیرؑ کی عزا میں خدا خود شریک ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسے سمجھ کے مصلہ نماز پڑھتا ہے
ہے کربلا یہاں کعبہ نماز پڑھتا ہے

یہ کربلائے معلیٰ تو وہ مصلہ ہے
کہ جس پہ عرشِ معلیٰ نماز پڑھتا ہے

کُل انبیاء جہاں مل کر وضو بھی کر نہ سکے
وہاں حسینؑ اکیلا نماز پڑھتا ہے

سمجھ کے نقشِ قدم کو ہی جانمازِ وفا
جری کے قدموں میں دریا نماز پڑھتا ہے

حسینؑ جیسا نمازی کہاں سے لاؤ گے
حسینؑ تو سرِ نیزہ نماز پڑھتا ہے

ہے حکمِ رب کہ ابھی پشت سے اُٹھے نہ حسینؑ
ابھی رسولؐ کا سجدہ نماز پڑھتا ہے

بجھا چراغ تو پھیلی ضیاء مودت کی
اندھیری شب میں اجالا نماز پڑھتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
sabeel-e-sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درِ بتولؑ مصلہ ہے عرش والوں کا
یہاں اُتر کے ستارہ نماز پڑھتا ہے

بنا کے عشق کی اک جا نماز سولی کو
کٹی زباں سے عقیدہ نماز پڑھتا ہے

علیؑ کے عشق کی دیتا ہے جب بھی کوئی اذاں
نسب ہو ٹھیک تو چہرہ نماز پڑھتا ہے

وفورِ شوق میں کرتا ہوں جب بھی میں ماتم
وجود سارے کا سارا نماز پڑھتا ہے

کمر پہ ہوتی ہے زنجیر جب بھی سجدہ کناں
ہر ایک خون کا قطرہ نماز پڑھتا ہے

یہ دیکھ کون زیادہ ہے کربلا سے قریب
نہ دیکھ کون زیادہ نماز پڑھتا ہے

عزا کے فرش پہ فتوے نہ یوں لگا واعظ
اسی پہ تیرا مصلہ نماز پڑھتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

خدا بھی راضی ہے اُس سے حسینؑ بھی راضی
عزا کے ساتھ جو بندہ نماز پڑھتا ہے

زمانہ سمجھے نہ معبود اِس کو نوؔرعلی
اسی لئے مرا مولاؑ نماز پڑھتا ہے

☆ بلاؔل کی یہ زمینِ حسیں ہے نوؔرعلی
کہ جس پہ تیرا قصیدہ نماز پڑھتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

باندھا

نبیوں کے ہر اک خواب کو تعبیر سے باندھا
قرآن کو قرآن کی تفسیر سے باندھا
مقتل میں سرِ خاک بکھرتے ہوئے دیں کو
سرورؑ نے رگِ گردنِ بے شیرؑ سے باندھا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

کعبۂ کربلا کا سنگِ اسود

ایک ابراہیمؑ کا جذبہ ہے اک شبیرؑ کا
دونوں جذبوں میں ہم آہنگی تو بے حد چاہیے
کربلا میں جونؑ کو اس واسطے لائے حسینؑ
کعبۂ شبیرؑ کو اک سنگِ اسود چاہیے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طبیبِ فطرس
حسینؑ کا جھولا

کمالِ خالقِ اطہر حسینؑ کا جھولا
شعاعِ عالمِ انور حسینؑ کا جھولا
قرارِ شافعِ محشر حسینؑ کا جھولا
زمیں پہ عرش کا محور حسینؑ کا جھولا

نبیؐ و زہراؑ و حیدرؑ کے چین کی خاطر
خدا نے بھیجا یہ جھولا حسینؑ کی خاطر

jabir.abbas@yahoo.com
www.Zuhaat.com
Saheel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا نے آپ بنایا حسینؑ کا جھولا
علیؑ ولی نے سجایا حسینؑ کا جھولا
نگاہِ حق میں سمایا حسینؑ کا جھولا
دلِ بتولؑ کو بھایا حسینؑ کا جھولا

ہے متصل یہ صدا شاہِ مشرقینؑ کے ساتھ
یہ گھر میں زہراؑ کے نازل ہوا حسینؑ کے ساتھ

یہ جھولا عکسِ تمنا ہے سارے جھولوں کا
یہ جھولا عرشِ معلٰی ہے سارے جھولوں کا
یہ جھولا مرکزِ سجدہ ہے سارے جھولوں کا
یہ جھولا خانۂ کعبہ ہے سارے جھولوں کا

تمام جھولوں کی یہ وجہِ زین رہتا ہے
کہ اسکی گود میں مولا حسینؑ رہتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمام نور کے پیکر اسے جھلاتے ہیں
نبیؐ، امامؑ، پیمبر اسے جھلاتے ہیں
جنابِ حیدرؑ صفدرؑ اسے جھلاتے ہیں
رسولِ پاکؐ تو اکثر اسے جھلاتے ہیں

کسے خبر کہ یہ کِن عظمتوں کا حامل ہے
اسے جُھلانا بھی کارِ نبی میں شامل ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

نبی کا ناز ، شہہِ مشرقینؑ ہے اس میں
جناب فاطمہؑ کا نورِ عین ہے اس میں
خدا کے دین کی سب زیب و زین ہے اس میں
حَسین جھولا ہے ، مولا حسینؑ ہے اس میں

یہ خود میں عرش کے انوار کو سموتا ہے
اسی میں چین سے زہراؑ کا چین سوتا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا کے دین کا احسان اس کی گود میں ہے
رسولِ پاکؐ کا امکان اس کی گود میں ہے
دلِ بتولؑ کا ارمان اس کی گود میں ہے
یہ مثلِ رحل ہے، قرآن اسکی گود میں ہے

بیاں ہو کیسے کہ یہ رفعتوں میں کیسا ہے
پئے حسینؑ جو مادر کی گود جیسا ہے

کروں میں کیسے بھلا اس کی وسعتوں کو بیاں
حدوں میں اس کی سمٹ آیا عالمِ امکاں
دکھائی دیتا ہے جھولا تجلیِ یزداں
یہ جُھولتا ہے تو چلتی ہے گردشِ دوراں

تمام جھولوں پہ جھولا یہ راج کرتا ہے
ملائکہ کا یہ جھولا علاج کرتا ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ میں نے دیکھا ہے شعبان جب بھی آتا ہے
یہ جھولا اب بھی حرم میں سجایا جاتا ہے
ہر اک حسینؑ کا زائر اسے جُھلاتا ہے
اسے جُھلاتا ہے من کی مراد پاتا ہے

حسینؑ اُس کے ہر اک غم کو ٹال دیتا ہے
جو اپنے بچے کو جھولے میں ڈال دیتا ہے

ازل سے ہے یہ اسی انتہا میں نورِ علی
یہ جھولتا ہے خدا کی رضا میں نورِ علی
رہا یہ بنتِ نبیؑ کی دعا میں نورِ علی
یہ ساتھ شاہؑ کے تھا کربلا میں نورِ علی

اسی لئے اسے عالی مقام لکھا ہے
کہ اس پر اب علی اصغرؑ کا نام لکھا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

کربلا کے دشت میں منظر بہ منظر آیتیں
ایک قرآنِ شہادت اور بہتر آیتیں

جانمازِ عشق پر، پڑھ کر شہادت کی نماز
ہوگئیں قامت میں ساری ہی برابر آیتیں

دی سرِ مقتل جو تصویرِ پیمبرؐ نے اذاں
خود ہی کہنے لگ پڑیں اللہ اکبر آیتیں

آیتیں شامل ہوئیں جو بولتے قرآن میں
کب ملیں قرآں کو بھی ایسی منور آیتیں

موجۂ دریا نے اُٹھ اُٹھ کر پڑھا رن میں درود
کربلا میں آئیں جب سوکھے لبوں پر آیتیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انبیاء کے سب صحیفے کرنے آئے ہیں سلام
لائے ہیں شبیر مقتل سے اٹھا کر آیتیں

پردۂ قوسین میں رب کی زباں خاموش تھی
پڑھ رہا تھا نوکِ نیزہ پر کٹا سر آیتیں

کون کہتا ہے کہ بس سوکھی رگیں ہی زد پہ ہیں
کاٹتا ہے سجدۂ خالق میں خنجر آیتیں

خطبۂ زینبؑ اُنھی آیات کی تفسیر ہے
وہ جو تھیں قرآنِ ناطق کی زباں پر آیتیں

شام کی راہوں میں پائے سیدِ سجادؑ پر
سجدہ کرنے آئیں قرآں سے نکل کر آیتیں

مدحتِ قرآنِ ناطق لکھ رہا تھا نوؔر میں
آ گئیں اشعار کے پیکر میں ڈھل کر آیتیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

بنایا شاہؑ نے کعبے کا کعبہ کربلا میں
نمازوں نے بچھایا ہے مصّلہ کربلا میں

سرِ کرب و بلا ایسا کیا سرورؑ نے سجدہ
کیا کل انبیاء نے آ کے سجدہ کربلا میں

عطا کر دی بلندی شہہؑ نے اتنی کربلا کو
اُتر کر آ گیا عرشِ معلیٰ کربلا میں

سناں پر گفتگو شبیرؑ نے جب کی خدا سے
تو خود معراج نے بھی سر جھکایا کربلا میں

زمانہ کر رہا ہے اُس کی پیمائش ابھی تک
علی اصغرؑ نے اتنا قد نکالا کربلا میں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علیؑ اصغر نے دنیا کو سنایا مسکرا کر
سبھی نبیوں کی محنت کا نتیجہ کربلا میں

یزیدی خوف سے کرب و بلا آتے نہیں ہیں
کہ ہے عباسؑ کی بانہوں کا پہرہ کربلا میں

اسی کرب و بلا میں تو ہوا تھا حشر برپا
سو اب میدانِ محشر بھی لگے گا کربلا میں

بڑی مُدت سے دل میں نورؔ بس یہ آرزو ہے
پڑھوں جا کر میں مولا کا قصیدہ کربلا میں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

چھایا ہوا ہے کعبے پہ کرب و بلا کا رنگ
ہر رنگ سے ہے گہرا لباسِ عزا کا رنگ

بے رنگ ہو کے بھی سبھی رنگوں سے تیز ہے
دنیا سمجھ نہ پائے گی اشکِ عزا کا رنگ

بے رنگ ہی رہے گا یہ اب روزِ حشر تک
عباسؑ نے اُڑایا ہے یوں علقمہ کا رنگ

بازو نہیں ہیں پھر بھی تو بھرتا ہے جھولیاں
دنیا سے منفرد ہے یہ تیری عطا کا رنگ

دنیا کا کوئی رنگ بھی بھاتا نہیں اسے
شامل ہو جس کے خوں میں علیؑ کی ولا کا رنگ

حیدرؑ نے جیسے کلۂ اژدر کیا تھا دو
اصغرؑ تھا ہو بہو وہی تیری وغا کا رنگ

سجدے جو خاکِ کرب و بلا پر ادا ہوئے
ماتھے پہ میرے آ گیا خاکِ شفا کا رنگ

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سلطانِ کربلا

www.ziaraat.com
Sebeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

کمال ہے کہ خدا کا کمال ہے شبیرؑ
فنا پزیر ہیں سب لازوال ہے شبیرؑ
جلالِ رب کی قسم ذوالجلال ہے شبیرؑ
سجودِ رب میں، نبی کا خیال ہے شبیرؑ

حسینؑ فکرِ بشر میں سما نہیں سکتا
خدا بھی اب کوئی ایسا بنا نہیں سکتا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ازل پہ صاحبِ مسند دکھائی دیتا ہے
حدودِ ذات میں بے حد دکھائی دیتا ہے
ضیائے عالمِ سرمد دکھائی دیتا ہے
یہ خود نبی کو محمدؐ دکھائی دیتا ہے

صفاتِ رب کا یہ آئینہ دار لگتا ہے
بشر کی شکل میں پروردگار لگتا ہے

خدائی راز ہے اور اس کا رازداں ہے حسینؑ
خدا کی ساری خدائی کا ترجماں ہے حسینؑ
مچلتی دھوپ میں رحمت کا سائباں ہے حسینؑ
سناں کی نوک پہ اللہ کی زباں ہے حسینؑ

مثالِ عظمِ شہہِ مشرقینؑ کوئی نہیں
حسینؑ ایک ہے دوجا حسینؑ کوئی نہیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sakeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوئی بھی خود میں صفاتِ احد سمو نہ سکا
کوئی بھی فصل بہتر سروں کے بو نہ سکا
لہو سے خانۂ کعبہ کو کوئی دھو نہ سکا
حسینؑ جیسا تو بارہ (12) میں کوئی ہو نہ سکا

خدا کا عکس ، امامت کی زین کہتے ہیں
جو لاشریک ہو اُس کو حسینؑ کہتے ہیں

مثالِ ربِ جلی بے نیاز ہے شبیرؑ
نبوتوں کے لئے چارہ ساز ہے شبیرؑ
جوازِ دینِ خدا کا جواز ہے شبیرؑ
نماز نے جو پڑھی وہ نماز ہے شبیرؑ

رُکے تھے ربِ جلی کے اُصول سجدے میں
حسینؑ دوش پہ تھے اور رسولؐ سجدے میں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

دل و نگاہِ نبی کا سرور ہے شبیرؑ
ہر ایک جبر کی ساعت سے دور ہے شبیرؑ
شعارِ دین خدا کا شعور ہے شبیرؑ
انا یہ کہتی ہے میرا غرور ہے شبیرؑ

زباں سے اس کی ہی قرآں کلام کرتا ہے
اسے تو سجدہ بھی جھک کر سلام کرتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

خدا ہے کیا یہ بتایا اسی کے سجدے نے
خدا سے ہم کو ملایا اسی کے سجدے نے
خدا کا دین بچایا اسی کے سجدے نے
وجودِ شرک مٹایا اسی کے سجدے نے

اک اور کعبہ سِر دشتِ کربلا ہوتا
اگر یہ سجدہ نہ کرتا تو یہ خدا ہوتا

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسینؑ ہی نے کیا قرض زندگی کا ادا
ازاں ازاں میں رواں ہے حسینؑ ہی صدا
یہی صراطِ حقیقت یہی ہے راہِ خدا
حسینؑ ہی نے کیا حرؑ کو حُرملا سے جُدا

حسینؑ راہ کے پتھر سے دُر بناتا ہے
حسینؑ آج بھی قیدی کو حرؑ بناتا ہے

یہ کائنات میں جو صبح و شام باقی ہے
یہ جو زمین و زماں کا نظام باقی ہے
یہ جو رسولِ خداؐ کا پیام باقی ہے
یہ جو رکوع و سجود و قیام باقی ہے

ثبوت ہے کہ شہہ مشرقینؑ زندہ ہے
یزید قتل ہوا ہے ، حسینؑ زندہ ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

جُھکا سکا نہ کوئی آج تک علم اس کا
مثالِ حیدر کرارؑ ہے ھشم اس کا
تمام عالمِ امکاں پہ ہے کرم اس کا
نجاتِ نوعِ بشر بن گیا ہے غم اس کا

غمِ حسینؑ کی ضو خوں میں جگمگاتی ہے
دھڑکتے دل سے صدا یاحسینؑ آتی ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

سجدۂ شکر ہوا رب کی رضا جیت گئی
زخم سب ہار گئے خاکِ شفا جیت گئی

ہار اور جیت کا جس وقت اُٹھا رن میں سوال
ہنس کے اصغرؑ نے کہا کرب و بلا جیت گئی

مان کر ہار یہ تیروں نے کہا اصغرؑ سے
علی اصغرؑ ترے ہنسنے کی ادا جیت گئی

خودکشی موجوں نے آ کر لبِ دریا کر لی
خشک ہونٹوں سے جو نکلی وہ صدا جیت گئی

تشنگی نہر کو ٹھکرا کے جو واپس پلٹی
علقمہ بول اٹھی آج وفا جیت گئی

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziarat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حالتِ سجدہ میں تھے سارے نمازی حیراں
سب عبادات سے جب حرؑ کی خطا جیت گئی

بے حیائی پہ ہی بنیاد رکھی تھی جس کی
دیکھ اس تخت سے زینبؑ کی ردا جیت گئی

جبر بڑھتا رہا، بڑھتی رہی ماتم کی صدا
جبر کی ہار ہوئی ، شہہؑ کی عزا جیت گئی

ہارا جب نوؔر علی فطرس و راہب کا نصیب
تب مقدر سے شہہؑ دین کی عطا جیت گئی

jabir.abbas@yahoo.com
www.Zaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

مرے ہر خواب کی تعبیر لکھنا آ گیا ہے
کہ بچے کو مرے شبیرؑ لکھنا آ گیا ہے

لبوں پر اُس کے اب اک مسکراہٹ کھیلتی ہے
اُسے اب اصغرِ بے شیرؑ لکھنا آ گیا ہے

علم غازیؑ کا کاغذ پر بنا لیتا ہے اکثر
بلندی کی اُسے تفسیر لکھنا آ گیا ہے

وہ لفظِ کربلا لکھتا ہے کالے مارکر سے
سیاہی سے اسے تنویر لکھنا آ گیا ہے

وہ اب تا عمر سائے میں رہے گا سیدہؑ کے
اُسے اب چادرِ تطہیر لکھنا آ گیا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
sabeel-e-sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اُٹھا کر ہاتھ اب بچہ مرا کرتا ہے ماتم
اُسے خود ہاتھ سے تقدیر لکھنا آ گیا ہے

سیاہی ہو گیا ہے سیدِ سجادؑ کا وہ
سرِ کاغذ اسے زنجیر لکھنا آ گیا ہے

کرے گا نوؔر وہ لعنت ہمیشہ حرملا پر
کہ اس کو اب کمان اور تیر لکھنا آ گیا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

حُسنِ حسینؑ

کلی کے جیسا ہے وہ اور نہ پھول جیسا ہے
علیؑ کی مثل نہ ہی وہ بتولؑ جیسا ہے
بیان کیسے کرے کوئی اُس حسینؑ کا حُسن
وہ جس حسینؑ کا بیٹا رسول جیسا ہے

Presented by: Rana Jabir Abbas

بولتی نادِ علیؑ

میزانِ بلاغت میں اثر گھول رہی ہے
خطبوں سے لعینوں کے نسب کھول رہی ہے
یوں کھولے ہیں لب نورِ علی بنتِ علیؑ نے
لگتا ہے خود نادِ علیؑ بول رہی ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

بتولؑ کا لہجہ

علیؑ کے لہجے میں بولی ہے بس یہ خیر ہوئی
درِ عذابِ خدا ورنہ کھولتی زینبؑ
قیامت آتی قیامت سے پہلے نورِ علی
اگر بتولؑ کے لہجے میں بولتی زینبؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زینتِ حیدرؑ

ربِ اکبر کی قسم رب کی ولی ہے زینبؑ
سانس لیتی ہوئی اک نادِ علیؑ ہے زینبؑ
زینتِ حیدر صفدر نہ ہو کیوں نورِ علی
گود میں اُم ابیہہؑ کے پلی ہے زینبؑ

تاریخ کا رخ

چہرۂ طالبِ بیعت پہ بندھے ہاتھوں سے
اک طمانچے کا نشاں چھوڑ گئی ہے زینبؑ
دیکھ اے نورِ علی کرب و بلا کی جانب
پوری تاریخ کا رُخ موڑ گئی ہے زینبؑ

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدیجۂِ کربلاؑ

زینتِ اللہ کو زینت کا زینبؑ نام ہے
قادرِ تقدیر کی قدرت کا زینبؑ نام ہے
بولتے قرآن کی آیت کا زینبؑ نام ہے
کربلا کے جسم کی قامت کا زینبؑ نام ہے

اس کی عظمت پر فدا خود ہو رہی کربلا
سائے میں اس کی ردا کے سو رہی کربلا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو گماں سے ہے سوا وہ حدِ امکانی ہے یہ
ترجمانِ چہرۂ رب ہے سو لافانی ہے یہ
مجلسِ شبیرؑ کی اس دہر میں بانی ہے یہ
ثانیٔ بنتِ نبیؐ ہے اور لاثانی ہے یہ

کیوں نہ وہ زینبؑ خدا کے عکس کی عکاس ہو
جس کے دربانوں میں شامل حضرتِ عباسؑ ہو

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

باغِ توحیدِ الاہی کی کلی لگنے لگی
تھی ولایت کی امیں سو یہ ولی لگنے لگی
ربِ اکبر کی جلالت سے جلی لگنے لگی
جب دیئے خطبے تو زینبؑ ہی علیؑ لگنے لگی

عظمتِ کردارِ زہراؑ کا نتیجہ بن گئی
کربلا آکر یہی زینبؑ خدیجہؑ بن گئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نورِ پیکر حاملِ تنویر ہے تو کربلا
دو جہاں میں لائقِ توقیر ہے تو کربلا
حریت کی اک حسین تصویر ہے تو کربلا
جانتا ہوں کاتبِ تقدیر ہے تو کربلا

ہاتھ بندھوا کر نئی تحریر لکھنے آئی ہے
کربلا۔! زینبؑ تری تقدیر لکھنے آئی ہے

یہ وہ زینبؑ ہے جسے کرتی ہیں تقدیریں سلام
خواب سجدہ ریز ہیں کرتی ہیں تعبریں سلام
اس کے لہجے کو کریں نبیوں کی تقریریں سلام
سر جھکا کر پاؤں پر کرتی ہیں شمشیریں سلام

وزن امامت کا یہ شانوں پر اُٹھا کر لے گئی
یہ بہتّر (72) کو اکیلی ہی بچا کر لے گئی

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

رن میں ہر اک ناصر و یاور کا لڑنا اور ہے
قاسمؑ و عباسؑ اور اکبرؑ کا لڑنا اور ہے
دستِ شاہِ دین پر اصغرؑ کا لڑنا اور ہے
لشکرِ کفار سے سرور کا لڑنا اور ہے

ہو کے اک خاتون قصرِ کفر کو یہ ڈھا گئی
یہ بندھے ہاتھوں سے غازیؑ کا علم لہرا گئی

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

بن کے خوفِ مرگ جاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف
خوفِ لشکر سے بھی بھاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف
کیا بتاؤں کتنا کاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف
نسلِ سفیانی پہ طاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف

اک طمانچہ ہر رُخِ باطل پر جڑنے آ گیا
یوں لگا غازیؑ کٹے ہاتھوں سے لڑنے آ گیا

Presented by: Rana Jabir Abbas

قصۂ بغض و ریا انجام تک پہنچا دیا
منکروں کو دین کے پیغام تک پہنچا دیا
صبر کو معراج دے کر بام تک پہنچا دیا
کربلا کو دے کے وسعت شام تک پہنچا دیا

خوف ایسا تھا کہ خود اُلٹا بیاں دینے لگے
جو نمازوں کے تھے منکر وہ اذاں دینے لگے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بولتی تفسیر

بنتِ شیرِ کبریا عباسؑ کی ہمشیر ہے
یہ شراکتدارِ کارِ حضرتِ شبیرؑ ہے
شام کے دربار میں تقریرِ زینبؑ سے کُھلا
بولتے قرآن کی یہ بولتی تفسیر ہے

محافظِ نسلِ محمدؐ

نبی کے سر پہ سے دستار ڈھل گئی ہوتی
کہ تیغ طعنۂ ابتر کی چل گئی ہوتی
علیؑ کی بیٹی نے اس کو بچا لیا ورنہ
خدایا سورۂ کوثر بھی جل گئی ہوتی

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شریکۃ الحسینؑ

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

کمالِ خلقتِ پروردگار ہے زینبؑ
نبی کا مان علیؑ کا وقار ہے زینبؑ
جلالِ رب کی اک آئینہ دار ہے زینبؑ
کلام کرتی ہوئی ذوالفقار ہے زینبؑ

جو جانِ کون و مکاں ہے یہ اُس کی بیٹی ہے
جو اپنے باپ کی ماں ہے یہ اُس کی بیٹی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

علیؑ ولی سا ہی پایا خدا نے زینبؑ کو
بتولؑ جیسا سجایا خدا نے زینبؑ کو
جِلو میں اپنی جِلایا خدا نے زینبؑ کو
یہ سوچ کر ہی بنایا خدا نے زینبؑ کو

علیؑ کے خواب کی تعبیر ہو تو ایسی ہو
حسینؑ کی کوئی ہمشیر ہو تو ایسی ہو

علیؑ جو شانِ ادب ہے یہ اُسکی زینت ہے
علیؑ جو فخرِ عرب ہے یہ اُسکی زینت ہے
علیؑ جو اعلیٰ نسب ہے یہ اُسکی زینت ہے
علیؑ جو زینتِ رب ہے یہ اُسکی زینت ہے

برائے دین یہ ایمان بن کے اُتری ہے
علیؑ ولی پہ یہ قرآن بن کے اُتری ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِسی کے دم سے سرِ شام ہر اُجالا ہے
اِسی کے عظم نے اسلام کو سنبھالا ہے
ہر اعتبار سے جو معتبر حوالہ ہے
اِسی نے گود میں اُس کربلا کو پالا ہے

علیؑ کے لہجے میں جب یہ کلام کرتی ہے
تو اس کو نہجِ البلاغہ سلام کرتی ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

نشانِ کفر اُبھرنے نہیں دیا اس نے
خدا کا دین بکھرنے نہیں دیا اس نے
لہو کا رنگ اُترنے نہیں دیا اس نے
کسی شہید کو مرنے نہیں دیا اس نے

خدا کے دین کی سب زیب و زین لگنے لگی
یہ کربلا سے جو نکلی حسینؑ لگنے لگی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اِسی نے رحمتِ رحمٰن کو بچایا ہے
اِسی نے عصر کے امکان کو بچایا ہے
اِسی نے عظمتِ انسان کو بچایا ہے
اِسی نے بولتے قرآن کو بچایا ہے

نہ ہوتیں آپ تو یہ دیں بدل گیا ہوتا
لپکتے شعلوں میں اسلام جل گیا ہوتا

اِسی نے لاشہ کیا پائمال بیعت کا
ہر ایک زہن سے کُھرچا خیال بیعت کا
کچھ ایسا کر دیا زینبؑ نے حال بیعت کا
نہ ہو گا حشر تلک اب سوال بیعت کا

بس ایک وار میں ربطِ حیات کاٹ دیا
طلب جو کرتا تھا بیعت وہ ہاتھ کاٹ دیا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِسی نے پیروں تلے تخت و تاج کو روندا
اِسی نے کفر کے رائج رواج کو روندا
خلافِ دین تھا جو اُس سماج کو روندا
سقیفہ والے یزیدی مزاج کو روندا

ہر ایک در کا سوالی بنا دیا اِس نے
یزید نام کو گالی بنا دیا اِس نے

قدیر ذات کی قدرت نے بھی سلامی دی
اسی کو غازیؑ کی ہیبت نے بھی سلامی دی
اِسے حسینؑ کی جرات نے بھی سلامی دی
اِسے علیؑ کی شجاعت نے بھی سلامی دی

سروں سے زعمِ خلافت اُتارنے والی
یہ ہے یزید کو گھر جا کے مارنے والی

www.ziaraat.com
Saheel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

دیا ہے دین کو اس نے دوام خطبوں سے
کلامِ رب کو کیا اس نے عام خطبوں سے
اجل کا کام لیا بے نیام خطبوں سے
الٹ کے رکھ دیا دربارِ شام خطبوں سے

دلِ حسینؑ کا عکاس بن کے بولی ہے
علیؑ کے لہجے میں عباسؑ بن کے بولی ہے

کیا جو کام لعیں کا تمام تو یہ کُھلا
لِیا شہیدوں کا جب انتقام تو یہ کُھلا
اُتر کے آیا فلک سے سلام تو یہ کُھلا
جو بعدِ عصر ہوئی بے نیام تو یہ کُھلا

سوادِ شب میں سحر کا پیام ہے زینبؑ
علیؑ کی تیغ کا ہی ایک نام ہے زینبؑ

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sadeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

رواں جو سینے میں دم ، دم بہ دم ہے نوؔرعلی
کُھلا ہوا جو سروں پر علم ہے نوؔرعلی
ہمارے پاس جو یہ فصلِ غم ہے نوؔرعلی
یہ شہزادی کا ہم پر کرم ہے نوؔرعلی

یہ آج تک جو عزائے حسینؑ جاری ہے
دلِ یزید پہ زینبؑ کا خوف طاری ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

کرم رب کا ہوا رب کے کرم تک آ گیا ہے
جھکا کر سر جو غازیؑ کے علم تک آ گیا ہے

سخی عباسؑ تیری پیاس کی معراج ہے یہ
کہ دریا خود ترے نقشِ قدم تک آ گیا ہے

قلم میرا علم لگنے لگا ہے اس جہاں کو
جری کا نام جو نوکِ قلم تک آ گیا ہے

عزاداروں کا رتبہ ہے کہ خود رومالِ زہراؑ
سرِ مجلس ہماری چشمِ نم تک آ گیا ہے

زمانے بھر میں کتنا محترم حرؑ ہو گیا ہے
کہ حرؑ جس دن سے بابِ محترم تک آ گیا ہے

وہ بندہ کیوں کرے گا آرزو جنت کی اے نوؔر
جو شہزادی سکینہؑ کے حرم تک آ گیا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.zargat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

معجزہ یہ پیاس کا دیکھا درِ عباسؑ پر
سجدہ کرنے آ گیا دریا درِ عباس پر

اتنی اونچائی عطا کر دی اسے عباسؑ نے
خود وفا کرتی ہے اب سجدہ درِ عباسؑ پر

کیا خبر کتنی ہے عظمت اس درِ عباسؑ کی
بانٹتی ہیں نعمتیں زہراؑ درِ عباسؑ پر

یوں درِ عباسؑ پر زنجیر کا ماتم کروں
ہاتھ کٹ کر گر پڑے میرا درِ عباسؑ پر

میں درِ عباسؑ پر آ کر ہوا اتنا بُلند
آسماں لگنے لگا چھوٹا درِ عباسؑ پر

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مانگنے آتی ہے پانی جس سے نہرِ علقمہ
نسب ہے اک ایسا مشکیزہ درِ عباسؑ پر

جس ردائے پاک کا ضامن تھا عباسِؑ جری
آج اُس چادر کا ہے سایہ درِ عباسؑ پر

کب یہاں آ کر فقیروں کی صدا خالی گئی
کب رہا خالی کوئی کاسہ درِ عباسؑ پر

پاس رکھنا تُو ہمیشہ دولتِ عشقِ حسینؑ
نور بس چلتا ہے یہ سکہ درِ عباسؑ پر

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

معراجِ سخاوت

غازیؑ نے دو جہان کو اسباب بخش کر
اسباب تولنے کو ترازو بھی دے دیئے
عباسؑ وہ سخی ہے کہ جس نے حیات کو
خیرات دی تو ساتھ میں بازو بھی دے دیئے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

ہاتھ کُھلا ہے

لہراتا علم دیکھ کے یوں لگتا ہے مجھ کو
جیسے کہ کوئی بابِ مناجات کُھلا ہے
دنیا ہے ترے در کی گدا اس لئے غازیؑ
دنیا کو خبر ہے کہ ترا ہاتھ کُھلا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پانی پہ قبضہ

موجۂ خود سر کی طغیانی پہ قبضہ کر لیا
ایک لافانی نے ہر فانی پہ قبضہ کر لیا
بارہویں شبیرؑ کی اس پر بچھے گی جانماز
اس لئے عباسؑ نے پانی پہ قبضہ کر لیا

بے شیرؑ کھیلے گا

عطا کر نبیؐ کے خواب کو تعبیر کھیلے گا
بغیرِ تیغ بھی میدان میں شمشیر کھیلے گا
کیا حملہ نہ غازیؑ نے فقط یہ سوچ کر رن میں
کہ ان مٹی پتلوں سے مرا بے شیر کھیلے گا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sakeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خلقتِ خواہشِ سیدہؑ

(ربِ عباسؑ نے یوں کی ہے ثنائے عباسؑ)

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

حکمِ ربی ہے وفاؤں کو اکٹھا کر لو
باغِ عصمت کی ہواؤں کو اکٹھا کر لو
بنتِ احمدؐ کی دعاؤں کو اکٹھا کر لو
میرے حیدرؑ کی اداؤں کو اکٹھا کر لو

پرچمِ حق کا علمدارؑ بنانا ہے مجھے
دوسرا جعفرِ طیارؑ بنانا ہے مجھے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

جاؤ الیاسؑ زمانوں کی شرافت لاؤ
خضرؑ تم جاؤ ذرا موسیٰؑ کی ہیبت لاؤ
جاؤ جبریلِؑ امیں کعبے کی قامت لاؤ
جاؤ مریمؑ ، درِ زہراؑ سے طہارت لاؤ

خواہشِ زہراؑ سے لاریب بنانا ہے اسے
میں ہوں بے عیب سو بے عیب بنانا ہے اسے

مجھ سے خود آلِ پیمبرؐ نے اسے مانگا ہے
فاطمہ زہراؑ کی دختر نے اسے مانگا ہے
صدفِ کعبہ کے گوہر نے اسے مانگا ہے
مجھ سے ہر سجدے میں حیدرؑ نے اسے مانگا ہے

اب تو واجب ہے کہ شہکار بناؤں اس کو
ہو بہو حیدرِ کرارؑ بناؤں اس کو

jabir.abbas@yahoo.com www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

سر بلندوں میں سرفراز بناؤں گا اِسے
اپنے حیدرؑ کا ہم آواز بناؤں گا اِسے
اپنے نازوں کے لئے ناز بناؤں گا اِسے
چودہ رازوں کا ہی ہم راز بناؤں گا اِسے

چہرے پہ تا حدِ جہاں ہونے ہیں ہر سو اِس کے
اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا میں بازو اِس کے

ھاشمی چاند میں ھاشم کی شباہت ہو گی
اس کی تخلیق میں حیدرؑ کی شجاعت ہو گی
اس کی ہر سانس میں مولاؑ کی مودت ہو گی
جسم میں خوں کی جگہ حُبِ امامت ہو گی

میرے چہرے کا ہی عکاس کہے گی دنیا
میرے شہکار کو عباسؑ کہے گی دنیا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اس کی تجسیم میں رکھوں گا جلالت اپنی
اس کے پیکر میں سما دوں گا میں عظمت اپنی
اس کے ہاتھوں میں ہی رکھوں گا میں قدرت اپنی
"نقطۂ با" پہ اُتاروں گا یہ آیت اپنی

کُلِ ایمان کا ایمان نظر آئے گا
بچپنے میں ہی یہ عمرانؑ نظر آئے گا

ہوگا حیدرؑ سا مددگار زمانے کے لئے
میرا تحفہ ہے یہ زہراؑ کے گھرانے کے لئے
لاؤ سِدرہ کی لڑی ماتھا سجانے کے لئے
قدسیو لاؤ حیا آنکھ بنانے کے لئے

حُکمِ شبیرؑ اگر ہو گا تو یہ بولے گا
پیشِ زینبؑ یہ کبھی آنکھ نہیں کھولے گا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

چاہتا ہوں کہ وفا اپنے معانی دیکھے
علقمہ بہتے ہوئے اپنی روانی دیکھے
چاہتا ہوں کہ جہاں میری نشانی دیکھے
اپنی آنکھوں سے علیؑ اپنی جوانی دیکھے

نور چمکے گا یہ نورِ ازلی کے گھر میں
یہ علیؑ ، بھیجوں گا میں اپنے علیؑ کے گھر میں

خاص زہراؑ کی تمناؤں سے منسوب ہے یہ
خوبیاں جس کو کہیں خوب ، وہی خوب ہے یہ
میرے محبوب کے محبوب کا محبوب ہے یہ
جس کا طالب ہوں میں خود اُس کا ہی مطلوب ہے یہ

باتیں کرتی ہوئی تصویر ولی کی ہو گی
جب یہ بولے گا تو آواز علیؑ کی ہو گی

www.ziarat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوگا عالم کا مددگار علیؑ ہی کی طرح
ہوگا یہ صاحبِ دستار علیؑ ہی کی طرح
ہوگا یہ حق کا طرفدار علیؑ ہی کی طرح
ہوگا عباسؑ ، علمدار ، علیؑ ہی کی طرح

صورتِ نادِ علیؑ عقدہ کُشا دو ہوں گے
آج کے بعد نصیری کے خدا دو ہوں گے

اپنے لشکر کا علمدار جو پائے گا حسینؑ
رتبہ خود اِس کا زمانے کو بتائے گا حسینؑ
جاگتا ہو گا تو گودی میں کِھلائے گا حسینؑ
جب یہ سوئے گا تو جھولا بھی جھلائے گا حسینؑ

میرا شبیرؑ اِسے خود سے بہم رکھے گا
اس کے گہوارے میں چھوٹا سا علم رکھے گا

www.ziarat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

عرش پر نورِ علی سب کو بُلایا رب نے
سب کو تخلیق کا شہکار دکھایا رب نے
اپنے جلوے کا تعارف بھی کرایا رب نے
پھر بڑے ناز سے نبیوں کو بتایا رب نے

دلِ شبیرؑ کے احساس کا خالق میں ہوں
فخر ہے مجھ کو کہ عباسؑ کا خالق میں ہوں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلالِ علمدارؑ

کنارے جلتے روانی میں آگ لگ جاتی
عطش کے حرف و معانی میں آگ لگ جاتی
جلال اتنا تھا عباسؑ کا کہ دریا میں
پسینہ گرتا تو پانی میں آگ لگ جاتی

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sakeel-e-Sakina

عباسؑ کے ہاتھ

جنت میں کبھی عرشِ منور پہ لگیں گے
یہ ہاتھ علم بن کے ہر اک گھر پہ لگیں گے
یہ کہہ کے اُٹھائے ہیں حسینؑ ابن علیؑ نے
عباسؑ یہ ہاتھ اب مرے منبر پہ لگیں گے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نیزۂ عباسؑ علمدار

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

گفتگو لعل و زمرد کی نہ الماس کی بات
آج کرنی ہے مجھے نیزۂ عباسؑ کی بات
سر بہ سر صورِ سرافیل کے عکاس کی بات
جس سے خود خوف اجل کو ہے اُس احساس کی بات

یہ وہ نیزہ جسے صیقل کیا انگاروں نے
دی ہے جھک جھک کے سلامی جسے تلواروں نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

موت ہے آتشِ پیہم ہے جری کا نیزہ
تیغِ شبیرؑ کا ہمدم ہے جری کا نیزہ
بہ خدا مرگِ مجسم ہے جری کا نیزہ
مستقل حشر کا عالم ہے جری کا نیزہ

دستِ عباسؑ میں جس وقت یہ لہراتا ہے
کھینچ کر جان، یہ جسموں سے نکل جاتا ہے

تیغ کی کاٹ ہے یہ تیر کا انداز ہے یہ
دم یہ عباسؑ کا بھرتا ہے سو دم ساز ہے یہ
موت اک راز ہے، اور موت کا اک راز ہے یہ
پر نہیں رکھتا مگر مائلِ پرواز ہے یہ

سنسناتا ہوا جب سر سے گزر جاتا ہے
نیزہ یہ موت کو بھی موت نظر آتا ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رن میں اس کے ہی اشارے پہ قضا چلتی ہے
جس طرف کو یہ چلے بادِ فنا چلتی ہے
ایسے مقتل میں کوئی تیغ بھی کیا چلتی ہے
یہ جُدا چلتا ہے اور موت جُدا چلتی ہے

حدِ امکان سے آگے یہ نِکل سکتا ہے
یہ تو موسیٰؑ کے عصٰی کو بھی نِگل سکتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

سر اُڑا دیتا ہے دشمن کا یہ دستار سمیت
کھینچ لیتا ہے زباں حلق سے گفتار سمیت
دشمنِ دیں کو فنا کرتا ہے تلوار سمیت
یہ سواروں کو الٹ دیتا ہے، راہوار سمیت

اُڑتے تیروں پہ بہ صد ناز جھپٹ پڑتا ہے
جیسے چڑیوں پہ کوئی باز جھپٹ پڑتا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دستِ عباسؑ دلاور سے ہوا اس کا وصال
نوک میں اس کی سمٹ آیا ہے غازیؑ کا جلال
سرِ میداں ، صفِ اعدا پہ چلا حشر کی چال
وار سے اس کے ہوئی جاتی ہیں ڈھالیں بھی نڈھال

کاٹ ایسی کوئی تلوار نہیں پا سکتی
اِس کی رفتار کو رفتار نہیں پا سکتی

موت کی راہ میں کب اس کا دم ڈولتا ہے
اپنے میزانِ عدالت میں بدن تولتا ہے
نوک سے اپنی ، لعینوں کے نسب کھولتا ہے
بے زباں ہوتے ہوئے بن کے اجل بولتا ہے

ہے ہر اک لب پہ صدا برق کی اک جوت ہے یہ
نیزہ عباسؑ کا ہے یا ملک الموت ہے یہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وار ہے نیزۂ عباسؑ کا خود موت کا وار
صفِ اعدا کو بنا دیتا ہے لاشوں کی قطار
نیزہ عباسؑ کا راہوارِ ہَوا پر ہے سوار
خوف سے اس کے چھڑا جاتا ہے پانی کو بُخار

نہر پر جس گھڑی سقائے سکینہؑ آیا
اس کی ھیبت سے تو دریا کو پسینہ آیا

جا کہیں چُھپنے کی کوئی بھی نہیں پائے گا
عرش سے فرش پہ جبریلؑ نہیں آئے گا
خوف سے کوئی ملک پر نہیں پھیلائے گا
جسم تو جسم ہیں روحوں سے گزر جائے گا

جنگ میں موت کا احساس نظر آتا ہے
نیزہ عباسؑ کا عباسؑ نظر آتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روضہ فرات پر

عباسؑ باوفا کا ہے روضہ فرات پر
قائم ہے یہ وفاؤں کا کعبہ فرات پر
غازیؑ کے اختیار کا یہ معجزہ تو دیکھ
بازو نہیں ہیں پھر بھی ہے قبضہ فرات پر

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraaat.com
Sabeel-e-Sakina

باب الحوائج

سند یہی ہے کہ حرفِ سند کو آتے ہیں
زمانے بھر کی بلاؤں کی رد کو آتے ہیں
اک ایسا بابِ حوائج ہے حضرتِ عباسؑ
اسے پکاریں تو چودہ مدد کو آتے ہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مولا عباسؑ

حسینؑ جانے کہ کیا ہے حسینؑ کا عباسؑ

دعائے سیدہؑ زہراؑ حسینؑ کا عباسؑ
علی ولیؑ کی تمنا حسینؑ کا عباسؑ
حسینیتؑ کا اثاثہ حسینؑ کا عباسؑ
وفاؤں کیلئے کعبہ حسینؑ کا عباسؑ

بس ایک رازِ خدا ہے حسینؑ کا عباسؑ
حسینؑ جانے کہ کیا ہے حسینؑ کا عباسؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہ پا سکی اسے پروازِ فکرِ انسانی
اسی کے قدموں میں ٹھہرا ہے آج تک پانی
زمانے بھر کیلیۓ ہے یہ وجہِ حیرانی
علیؑ کا ثانی ہے یہ اور خود ہے لاثانی

قرارِ قلبِ نبیؐ دل کا چین جانتا ہے
یہ کیا ہے اس کو فقط اک حسینؑ جانتا ہے

علیؑ ہے رازِ خدا اور علیؑ کا راز ہے یہ
علیؑ کی مثل ہی دنیا کا چارہ ساز ہے یہ
وفا کا قبلہ، عقیدت کی جانماز ہے یہ
جو خود ہے نازِ خدا اُس علیؑ کا ناز ہے یہ

یہ اس کی اوج کا چھوٹا سا اک حوالہ ہے
حسنؑ حسینؑ نے محسنؑ سمجھ کے پالا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذرا یہ سوچو یہ اوجِ کمال کیا ہو گا
خیالِ رب کا ہے جو ہم خیال کیا ہو گا
علیؑ کے جس میں ہوں سب خد و خال کیا ہو گا
بتولؑ جس کو کہے اپنا لال کیا ہو گا

نہ جانے کیا ہے وہ جو نورِ عین جیسا ہے
جو چشمِ زہراؑ میں بالکل حسینؑ جیسا ہے

کمالِ حضرتِ عباسؑ کیا ہے کس کو خبر
دلِ حسینؑ کا احساس کیا ہے کس کو خبر
علیؑ کے چہرے کا عکاس کیا ہے کس کو خبر
اماموں کا یہ الماس کیا ہے کس کو خبر

ولائیتوں کو یہ اپنا ولی دکھائی دیا
علیؑ کے ہوتے ہوئے یہ علیؑ دکھائی دیا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

وہ کیا ہے جس کو وفا کعبۂ وفا جانے
خود اپنا شیر جسے شیرِ کبریا جانے
مقام اس کا علیؑ اور سیدہؑ جانے
اب اس سے آگے کی باتوں کو بس خدا جانے

یہ گُل تو گلشنِ تطہیر میں ہی کِھلتا ہے
علیؑ ولی کو بھی یہ مانگنے سے ملتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

علیؑ کے علم کے معلوم حضرتِ عباسؑ
دلِ حسینؑ کا مرقوم حضرتِ عباسؑ
وفا کا ایک ہی مفہوم حضرتِ عباسؑ
قسم خدا کی ہے معصوم حضرتِ عباسؑ

دلیل یہ ، کہ اسے انما سمجھتی ہے
اِسی کے ہاتھوں کو زینبؑ ردا سمجھتی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جوابِ حیدرِ کرارؑ کوئی ہو نہ سکا
علیؑ کی ذات کا اظہار کوئی ہو نہ سکا
کہیں بھی ایسا وفادار کوئی ہو نہ سکا
پھر اس کے بعد علمدار کوئی ہو نہ سکا

اماموں کی ضیائے جلی میں کھیلا ہے
جہاں پہ یہ ہے وہاں پر یہی اکیلا ہے

ذرا بتاؤ کہ ایسا وقار کس کو ملا
ہر اک مدار میں دار و مدار کس کو ملا
جریؑ کے جیسا بھلا اقتدار کس کو ملا
بغیر بانہوں کے یہ اختیار کس کو ملا

کمال پر پسرِ شیرِ کبریا کے سوا
ہے کون تیسرا عباسؑ اور خدا کے سوا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Saheel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو نازِ گل ہے یہ ایسی کلی کی صورت ہے
ولایتوں میں خدا کے ولی کی صورت ہے
کبھی خفی کبھی حرفِ جلی کی صورت ہے
یہ اپنی ذات میں نادِ علیؑ کی صورت ہے

علیؑ کی مثل ہی یہ کبریائی کرتا ہے
بغیر بانہوں کے مشکل کشائی کرتا ہے

ملا ہے آلِ محمدؐ سے یہ وفا کا صلہ
دعائے زہراؑ نے پایا ہر اک دُعا کا صلہ
رضائے حضرتِ شبیرؑ پر رضا کا صلہ
دیا خدا نے اسے ضبطِ انتہا کا صلہ

کریم ذات کے اس پر کرم زیادہ ہیں
کہ مسجدوں سے بھی اس کے علم زیادہ ہیں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کسے خبر کہ یہ احساس کیا ہے نوّرعلی
ہے کربلا کی بھی جو آس کیا ہے نوّرعلی
وفا کا سورۂ والناس کیا ہے نوّرعلی
حسینؑ کیلئے عباسؑ کیا ہے نوّرعلی

علیؑ سے پوچھو ، شہہِ مشرقین سے پوچھو
کمال اِس کے ہیں کیا یہ حسینؑ سے پوچھو

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ ہے عباسؑ یہ ہر خواب کو تعبیر کرتا ہے
کٹے ہاتھوں سے یہ کرب و بلا تعمیر کرتا ہے

علمدارِ وفا کرتا ہے ناممکن کو بھی ممکن
لہو سے بہتے پانی پر وفا تحریر کرتا ہے

جھکا دیتا ہے اس کا سر درِ آلِ محمدؐ پر
خدا جس شخص کو بھی صاحبِ توقیر کرتا ہے

کبھی راہب کو بیٹے اور کبھی فطرس کو پر دینا
خدا کے کام ہیں سارے جنہیں شبیرؑ کرتا ہے

کمائی بچ گئی نبیوں کی تو شبیرؑ یہ بولے
یہ چھوٹے کام ہیں یہ اصغرِؑ بے شیر کرتا ہے

فقط اک اصغرِؑ بے شیر ہے وہ سورما جس نے
لیا ہے کام ہونٹوں سے، جو رن میں تیر کرتا ہے

درِ عباسؑ سے جو کچھ بھی مانگا ہے وہ پایا ہے
مرا ہر کام میرا کاتبِ تقدیر کرتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آدمِ سادات

سجدوں کا مسجود

سجادؑ سجدہ گاہِ امامت کی زین ہے
سجادؑ نورِ چشمِ شہہِ مشرقینؑ ہے
سجادؑ عکسِ فاتحِ بدر و حنین ہے
سجادؑ وہ علیؑ ہے جو بالکل حسینؑ ہے

ایسا نہیں کوئی نگہہِ بے نیاز میں
سجدے سلام کرتے ہیں اس کو نماز میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

عابد ہے ایسا جس پہ عبادت کو ناز ہے
یہ نازِ کبریا ہے خدائی کا راز ہے
دینِ خدا کے واسطے یہ چارہ ساز ہے
سجادؑ سر سے پاؤں تلک خود نماز ہے

کیا وصف ہوں بیاں صفتِ بے مثال کے
رب نے اسے بنایا ہے سجدوں کو ڈھال کے

زین العباء ہے، زینِ عبادات رب ہے یہ
ہم نامِ مرتضٰی ہے یہ اعلٰی نسب ہے یہ
دنیا غلام جس کی وہ شاہِ عرب ہے یہ
ہر دم حسینیتؑ کی بقا کا سبب ہے یہ

سجادؑ سے بقا کی دعا مانگتا رہا
اسلام اس کے در سے شفا مانگتا رہا

www.ziaraat.com Saheel-e-Sakina jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خالق کے اختیار کا سجادؑ نام ہے
اسلام کے وقار کا سجادؑ نام ہے
سرورؑ کے اعتبار کا سجادؑ نام ہے
خاموش ذوالفقار کا سجادؑ نام ہے

سجدے اسے سمجھتے ہیں مسجود کی طرح
عابدؑ خموش رہتا ہے معبود کی طرح

بولا تو لاالله کی تفسیر بن گیا
کرب و بلا کے خواب کی تعبیر بن گیا
دینِ خدا کا کاتبِ تقدیر بن گیا
سجادؑ شام آتے ہی شبیرؑ بن گیا

آیا جلال میں تو جلی بولنے لگا
سجادؑ کی زباں سے علیؑ بولنے لگا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Saheel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حیدرؑ بھی ہے حسینؑ بھی عمرانؑ بھی ہے یہ
ممنون جس کا رب ہے وہ احسان بھی ہے یہ
یہ آیتِ خدا بھی ہے قرآن بھی ہے یہ
دینِ رسولِ پاکؐ کی پہچان بھی ہے یہ

کرب و بلا کو سینوں میں آباد کر گیا
یہ قید ہو کے دین کو آزاد کر گیا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Saheel-e-Sakina

اللہ کے جمال کا آئینہ دار ہے
اس پر خدا کے دین کا دار و مدار ہے
عابدؑ یذیدیت پہ بہتر کا وار ہے
رُوکی حسینؑ نے جو یہ وہ ذوالفقار ہے

رُکتا نہ یہ جو حکمِ امامِ مبین پر
ہوتا نہ آج شام کا نقشہ زمین پر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اعلیٰ ہے اور مُعلیٰ اعلیٰ ہے کربلا
یعنی جمالِ رب سے جمالی ہے کربلا
بے مثل و بے مثال، مثالی ہے کربلا
عابدؑ سے زندگی کی سوالی ہے کربلا

مقصد حسینیتؑ کا بکھرنے نہیں دیا
سجادؑ نے حسینؑ کو مرنے نہیں دیا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

عزادار بنا ہے

نبیوں کی عبادات کا معیار بنا ہے
کعبے میں نیا درِ سرِ دیوار بنا ہے
وہ خاک جو سجّادؑ کے اشکوں سے ہوئی نم
اُس خاک سے مولا کا عزادار بنا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اصغر کے پاؤں

ہے رزقِ جہاں اصغرؑ بے شیر کا صدقہ
دنیا علی اصغرؑ کی عطاؤں پہ پلے گی
وہ پاؤں جو رکھے نہیں اصغرؑ نے زمیں پر
یہ کرب و بلا اب انہی پیروں سے چلے گی

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sakeel-e-Sakina

علیؑ کھیل رہا ہے

جو دل ہیں خفی اُن سے جلی کھیل رہا ہے
کیا کھیل یہ شش ماہا ولی کھیل رہا ہے
نو لاکھ کے لشکر پہ ہنسا ہے علی اصغرؑ
یا کلۂ اژدر سے علیؑ کھیل رہا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تلوار اُٹھاتا

سر کیسے مقابل کوئی سردار اُٹھاتا
ممکن ہی نہ تھا اس کا کوئی وار اُٹھاتا
بچپن میں جو پلٹا گیا مسکان سے لشکر
کیا کرتا جواں ہو کے جو تلوار اُٹھاتا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

9 لاکھ کھلونے

باقی نہیں رکھ پاتے ہیں جب سا کھ کھلونے
بچوں کو نظر آتے ہیں پھر راکھ کھلونے
میدان میں خود آ گیا جھولے سے نکل کر
اصغرؑ کو نظر آئے جو نو لاکھ کھلونے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

تو کیا ہوا کہ جو بے شیر ہے علی اصغرؑ
علیؑ کی طفلی کی تصویر ہے علی اصغرؑ

خلیلِ رب نے جو دیکھا تھا خوابِ ذبحِ عظیم
اُس ایک خواب کی تعبیر ہے علی اصغرؑ

لکھا گیا جسے قرآنِ حق کے چہرے پر
حسینیت کی وہ تحریر ہے علی اصغرؑ

یزید خوف میں ہے جس کی سنسناہٹ سے
کمانِ رب کا وہی تیر ہے علی اصغرؑ

زبان و لفظ عطائے حسینؑ ہیں لاریب
زبان و لفظ کی تاثیر ہے علی اصغرؑ

زمانہ مانے نہ مانے مگر اے نورؔعلی
مرا تو کاتبِ تقدیر ہے علی اصغرؑ

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سورما

لہو اجل کی رگوں سے نچوڑ دیتا ہے
نظر سے موت کی آنکھوں کو پھوڑ دیتا ہے
ہے دوجہان میں وہ سورما علی اصغرؑ
جو مسکرا کے کمانوں کو توڑ دیتا ہے

مسکرانا جانتا ہے

شجاعت کا سبق اصغرؑ پڑھانا جانتا ہے
رگوں میں کس کا خوں ہے یہ بتانا جانتا ہے
جہاں پر خوف سے خود موت کی سانسیں رکی ہوں
علی اصغرؑ وہاں بھی مسکرانا جانتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

خواب آ کر مل گیا تعبیر سے
تیر ہارے گردنِ بے شیرؑ سے

دینِ حق خود مانگنے آیا ہے قد
کربلا میں اصغرِؑ بے شیر سے

بدنصیبی خوش نصیبی بن گئی
جب ملا حُرؑ کاتبِ تقدیر سے

حشر تک اب ہو نہیں سکتا جدا
نامِ اکبرؑ نعرۂ تکبیر سے

پاک کتنی ہے کسائے سیدہؑ
پوچھ جا کر آیۂ تطہیر سے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
@abodel-e-sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شکر پر تیرے خدا حیران ہے
صبر بولا حضرتِ شبیرؑ سے

دہر کی خوشیاں اُسے بھاتی نہیں
عشق ہو جس کو غمِ شبیرؑ سے

تیغ حیدرؑ نے کیا تھا جو وہی
کام زینبؑ نے لیا تقریر سے

نور وہ میرے بدن کا خمس ہے
خوں جو نکلا ماتمِ زنجیر سے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

چھ مہینے

قامتِ لا اللہ ہے اصغرؑ
رن میں آیا عجب قرینوں سے
عمر دونوں جہاں کی ہار گئی
علی اصغرؑ کے چھ مہینوں سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

معانئِ زبحِ عظیم

شہزادہ علی اصغرؑ

زبان بخش کے اصغرؑ نے بے زبانی کو
کہا کہ میں نے بنایا ہے زندگانی کو
مرے ہی دم سے مِلا اعتبار پانی کو
اگر میں چاہوں ابھی روک لوں روانی کو

خدا گواہ کہ ہر نقش ہے جلی میرا
پسر حسینؑ کا ہوں نام ہے علیؑ میرا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیرِ امر ہوں میں اور سب فقیر ہو تم
میں ہوں شریعت دیں اور سب شریر ہو تم
ضمیرِ عصر ہوں میں اور بے ضمیر ہو تم
مری نگاہ میں حیواں سے بھی حقیر ہو تم

نسب کے پست ہو بونے دکھائی دیتے ہو
مجھے تو سارے کھلونے دکھائی دیتے ہو

نبوتوں کی روانی ہے میرے بچپن میں
خلیلِ رب کی کہانی ہے میرے بچپن میں
خدا کی خاص نشانی ہے میرے بچپن میں
علیؑ ولی کی جوانی ہے میرے بچپن میں

علیؑ ہوں ، تارِ تنفس کو توڑ سکتا ہوں
تمہارے جسموں سے روحیں نچوڑ سکتا ہوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہیں یہ عہدِ زمانی نہیں تھا ، اور میں تھا
وجودِ لفظ و معانی نہیں تھا ، اور میں تھا
شعورِ شعلہ بیانی نہیں تھا ، اور میں تھا
زمیں نہیں تھی ، یہ پانی نہیں تھا ، اور میں تھا

نہ سمجھو تشنہ ، کہ میں ہوں قیاس سے پہلے
مجھے بنایا ہے خالق نے پیاس سے پہلے

سبھی زمانی ہو تم ، میں زماں سے پہلے ہوں
فلک سے پہلے ہوں میں ، آسماں سے پہلے ہوں
خدا گواہ کہ میں کن فکاں سے پہلے ہوں
بدن کے بعد ہو تم ، اور میں جاں سے پہلے ہوں

ہر ایک خوف سے پہلے خطر سے پہلے ہوں
مجھے ڈراؤ گے کیا تم ، میں ڈر سے پہلے ہوں

www.ziarat.com
jabirabbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اجل نصیبو! اجل خوف مجھ سے کھاتی ہے
قضا کنیز ہے، جھولا مرا جھلاتی ہے
مرا مقام ہے کیا سب کو یہ بتاتی ہے
علیؑ کی تیغ مجھے لوریاں سناتی ہے

خبر ہے سارے جہاں کو دلیر ہوتا ہے
علیؑ تو نام کا بھی ہو تو شیر ہوتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

اے غافلو! مجھے پیاسہ سمجھ رہے ہو تم
محاذِ جنگ پہ تنہا سمجھ رہے ہو تم
نہ جانے اور بھی کیا کیا سمجھ رہے ہو تم
یہ بچپنہ ہے کہ بچہ سمجھ رہے ہو تم

ہر اِبتلا و مصیبت کو ٹالنے کیلئے
اشارہ کافی ہے زم زم نکالنے کیلئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقام کیا ہے مرا یہ کلام جاری ہے
ابھی زمانہ مری معرفت سے عاری ہے
یہ میں جو پیاسا ہوں، یہ پیاس اختیاری ہے
سوارِ دوشِ پیمبرؐ مری سواری ہے

شجاعتِ ابوطالبؑ کا میں نتیجہ ہوں
یدِ حسینؑ پہ میں دولتِ خدیجہؑ ہوں

عجب تھا نورِ علی یہ کلامِ اصغرؑ کا
سمجھ سکا نہ زمانہ مقام اصغرؑ کا
تمام ماؤں کو ہے احترام اصغر کا
نمازِ عصر پہ لکھا ہے نام اصغرؑ کا

حدودِ کرب و بلا میں یہ حد زیادہ ہے
زمانہ چھوٹا ہے، اصغرؑ کا قد زیادہ ہے

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

O

ملی ہے غموں کی دوا کربلا سے
میں لایا ہوں خاکِ شفا کربلا سے

بہ شکلِ کفن میں نے تربت کی خاطر
خریدار ہے فرشِ عزا کربلا سے

مرے گھر میں ہے اک عزا خانہ جس میں
چلی آرہی ہے ہوا کربلا سے

جہنم کو جنت سے تبدیل کر لو
یہ آتی ہے حُرؑ کی صدا کربلا سے

ہے آساں یہاں سے خدا تک پہنچنا
کہ ملتی ہے حدِّ خدا کربلا سے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

بقا بخش دی اُس کو کرب و بلا نے
نباہی ہے جس نے وفا کربلا سے

پئے دینِ حق اپنے بازو کٹانا
چلی ہے یہ رسمِ وفا کربلا سے

میں ہاری ہوں تجھ سے فقط ایک تجھ سے
یہ کہتی ہے اکثر قضا کربلا سے

تری خاک نے میری قیمت گھٹا دی
بہشتِ بریں نے کہا کربلا سے

نہ کیوں منقبت نوؔر پھر ہو منور
ہوں جب لفظ سارے عطا کربلا سے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

ازان اکبرؑ نے

کچھ ایسے دی سرِ مقتل ازان اکبرؑ نے
جوان کر دیا دیں، نوجوان اکبرؑ نے
کلامِ حق کی قسم، سورۂ محمدؐ کے
ہر ایک لفظ میں رکھ دی زبان اکبرؑ نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سراپا رسولؐ

شہزادہ علی اکبرؑ

حسین ذات کی حدِ خیال ہے اکبرؑ
مصورِ ازلی کا کمال ہے اکبرؑ
فقط جمیل نہیں ہے ، جمال ہے اکبرؑ
مثال یہ کہ نبی کی مثال ہے اکبرؑ

یہ اپنی اصل میں اصلِ اصول جیسا ہے
پسر حسینؑ کا بالکل رسولؐ جیسا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sakeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے نورِ عالمِ سرمد حسینؑ کا بیٹا
خود اپنی حد میں ہے بے حد حسینؑ کا بیٹا
مثالِ کعبہ ہے خوش قد حسینؑ کا بیٹا
بنا بنایا محمدؐ ، حسینؑ کا بیٹا

اک اور در سرِ شہرِ قبول ہو جاتا
وحی اُترتی تو یہ بھی رسولؐ ہو جاتا

حسنؑ حسینؑ کے ہیں سب اصول اکبرؑ میں
سمائی عمرِ جنابِ بتولؑ ، اکبرؑ میں
وصالِ رب ہوا ایسے وصول اکبرؑ میں
ہوئے اکٹھے علیؑ و رسولؐ ، اکبرؑ میں

سبھی حسین سبھی گل بدن اکٹھے ہیں
اس ایک ذات میں سب پنجتنؑ اکٹھے ہیں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علیؑ کے گھر میں ہوا جب ظہور اکبرؑ کا
تو پھیلا تا حدِ قوسین نور اکبرؑ کا
بشر کو ہوتا بھلا کیا شعور اکبرؑ کا.
زمیں پہ تھا علی اکبرؑ غرور اکبر کا

فرشتے عرش پہ حیرت سے سٹپٹائے تھے
علیؑ کے گھر میں محمدؐ کو دیکھ آئے تھے

خدا کے دین کی عمرِ دراز لگتا ہے
ہر اک اذان و اقامت کا ناز لگتا ہے
یہی ہے راز کہ رازوں کو راز لگتا ہے
نماز پڑھتے ہوئے خود نماز لگتا ہے

رسولِ حق کی دوبارہ نمود ہے اکبرؑ
قسم خدا کی سراپا درود ہے اکبرؑ

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ جب چلے تو شرافت چلن میں ڈھلتی ہے
یہ جب رُکے تو طہارت بدن میں ڈھلتی ہے
یہ مسکرائے تو زینت کرن میں ڈھلتی ہے
کرے کلام تو آیت سُخن میں ڈھلتی ہے

اسی کے سائے میں پروان حُسن چڑھتا ہے
درود دیکھ کے اس کو درود پڑھتا ہے

ہر اک صفت میں ہے وصفِ جلی، علی اکبرؑ
ولایتوں میں ہے رب کا ولی ، علی اکبرؑ
نبی کا پھول ، احد کی کلی ، علی اکبرؑ
ہو کار زار تو پھر ہے علیؑ ، علی اکبرؑ

شجاعتِ علی اکبرؑ کا یہ حوالہ ہے
اٹھارہ شیروں نے یہ شیر مِل کے پالا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

کمالِ شان سے یہ دشتِ کربلا میں لڑا
قضا سے آگے نکل کر حدِ فنا میں لڑا
شریکِ کارِ رسالت کی اتباع میں لڑا
تھی ابتدائی لڑائی ، سو انتہا میں لڑا

محاذِ جنگ تھا ازبر اسے سبق کی طرح
صفوں کو رن میں اُلٹتا رہا ورق کی طرح

زمیں پہ جنگ جو اکبرؑ نے آسمانی کی
تھا خوف ایسا کہ رنگت اُڑی تھی پانی کی
اجل یہ کہتی تھی ہو خیر زندگانی کی
کہ ہے یہ جنگ محمدؐ کی نوجوانی کی

علیؑ کی مثل علیؑ کا نقیب لڑتا ہے
عدوئے رب سے خدا کا حبیب لڑتا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by: Rana Jabir Abbas

لڑی رسولِ دو عالم کی جنگ اکبرؑ نے
دکھایا سب کو محمدؐ کا رنگ اکبرؑ نے
کیا لعینوں کو بے نام و ننگ اکبرؑ نے
بدل کے رکھ دیا جنگوں کا ڈھنگ اکبرؑ نے

پسرِ حسینؑ کا رن میں جدھر نکلتا تھا
عقاب خود ملک الموت بن کے چلتا تھا

جو اصل حال تھا وہ اصلِ حال لکھ نہ سکا
خدا گواہ میں شانِ کمال لکھ نہ سکا
شعاعِ نورِ علی کا جمال لکھ نہ سکا
رسولِ پاکؐ کے سب خد و خال لکھ نہ سکا

کریم در پہ یہ وجہِ نجات بن جائے
قبول کر لیں جو لیلیٰؑ تو بات بن جائے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں عزادار ، عزا ایک ہی جیسی
ہے سب پہ یہ زہراؑ کی عطا ایک ہی جیسی

دنیا ہو ، کہ ہو قبر ، کہ ہو حشر کی منزل
کام آئے گی حیدرؑ کی ولا ایک ہی جیسی

ہو کرب و بلا ، قم ہو ، نجف ہو ، کہ ہو مشہد
ہے حق کی قسم سب کی فضا ایک ہی جیسی

اصغرؑ کا تبسم ہو کہ ہو تیغ علیؑ کی
مقتل میں ہے دونوں کی ادا ایک ہی جیسی

وہ عرش کا فطرس ہو کہ ہو فرش کا راہب
دونوں پہ ہے اس در کی عطا ایک ہی جیسی

وہ روح کا ہو زخم کہ ہو زخم بدن کا
دیتی ہے شفا ، خاکِ شفا ایک ہی جیسی

اک ضامنِ تطہیر ہے اک وارثِ تطہیر
ہے زینبؑ و زہراؑ کی ردا ایک ہی جیسی

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عباسِ علمدارؑ کے شاگرد ہیں دونوں
ہے عونؑ و محمدؑ کی وِغا ایک ہی جیسی

ظاہر میں الگ فرشِ عزا اور مصلّہ
پر ملتی ہے دونوں پہ جزا ایک ہی جیسی

گو جسم بہتر ہیں مگر سب کے دلوں میں
ہے شوقِ شہادت کی ضیاء ایک ہی جیسی

ہر دور میں معیار بدلتے ہیں جہاں کے
ہر دور میں ہے کرب و بلا ایک ہی جیسی

اُس دور کا غاصب ہو کہ اِس دور کا منکر
اللہ سے پائے گا سزا ایک ہی جیسی

وہ حُرِ جگردار ہو یا نورِ علی ہو
ہے دونوں فقیروں کی صدا ایک ہی جیسی

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

عشقِ عباسؑ

عباسؑ کا عاشق بھی ہوں اور ہوں بھی سلامت
مت سمجھو کہ پیمانِ وفا توڑ دیا ہے
عباسؑ کی بانہوں کی قسم کرتا جدا میں
یہ ہاتھ تو ماتم کیلئے چھوڑ دیا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ماتمی ہوں میں

میں بنتِ مصطفیٰؐ کی دعا ماتمی ہوں میں
ہے خاص مجھ پہ رب کی عطا ماتمی ہوں میں
ماتم ہی بس ہے کام مرا ماتمی ہوں میں
کعبہ ہے میرا کرب و بلا ماتمی ہوں میں

عشقِ حسینؑ سے ہی سجایا گیا مجھے
ماتم کے واسطے ہی بنایا گیا مجھے

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

خلقت ہوئی ہے غم یہ منانے کے واسطے
آنکھیں ملی ہیں اشک بہانے کے واسطے
پائی زبان نوحہ سنانے کے واسطے
پاؤں ملے جلوس میں جانے کے واسطے

سینہ غمِ حسینؑ کی تحریر کے لئے
میری کمر ہے ماتمِ زنجیر کے لئے

سب موسموں میں ایک ہی موسم کا انتظار
بزمِ خوشی میں مجھ کو رہے غم کا انتظار
مجلس کا اور حلقۂ ماتم کا انتظار
کرتا ہوں سال بھر میں محرم کا انتظار

یہ انتظارِ غم نہ کبھی کم کروں گا میں
تربت میں بھی حسینؑ کا ماتم کروں گا میں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر دم غمِ حسینؑ منانے کا شوق ہے
مجلس کے بعد حلقہ بنانے کا شوق ہے
دنیا کو اپنی جان بچانے کا شوق ہے
اور مجھ کو اپنا خون بہانے کا شوق ہے

عشقِ غمِ حسینؑ ہے میری اساس میں
کعبے کی مثل رہتا ہوں کالے لباس میں

مسلک مرا الگ ہے قبیلہ مرا جُدا
ماتم میں بھی نماز کا آئے مجھے مزا
بیماریوں میں خاکِ شفا ہے مری دوا
ہے مجلسِ حسینؑ کا لنگر مری غذا

احسان مجھ پہ یہ بھی ہے ربِ جلیل کا
تشنہ لبی میں پیتا ہوں پانی سبیل کا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر اک وجود چار عناصر سے ہے بنا
میں ماتمی ہوں میرے عناصر ہیں کچھ جدا
میری ہوا ہے پرچمِ عباسؑ کی ہوا
مٹی ہے میری رب کی قسم خاکِ کربلا

پانی ہے چشمِ عابدؑ مضطر کی دھار سے
اور آگ لی گئی ہے مری ذوالفقار سے

آقا مرا حسینؑ بڑا بے نیاز ہے
میں کیا کہ انبیاء کا بھی یہ چارہ ساز ہے
یہ بات ہی تو میرے لئے وجہِ ناز ہے
نوحہ مری ازان ہے ماتم نماز ہے

فرشِ عزا پہ کون ہے سر جس کا خم نہیں
میرے لئے یہ فرش، مصلے سے کم نہیں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کب وسعتِ جہاں میں سمائے ہیں میرے ہاتھ
میرے وجود ہی نے اُٹھائے ہیں میرے ہاتھ
دستِ خدا نے آپ سجائے ہیں میرے ہاتھ
عباسؑ باوفا نے بنائے ہیں میرے ہاتھ

ماتم گناں جب عالمِ محشر میں آؤں گا
یہ ہاتھ میں جریؑ کے علم پر چھڑاؤں گا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

رتبہ ملا ہے مجھ کو یہ پروردگار سے
ماتم ہمیشہ کرتا رہوں گا وقار سے
یہ اختیار پایا شہہؑ ذوالفقار سے
فتووں کے سر کو کاٹا ہے ماتم کے وار سے

کرتا ہوں بے نقاب میں رُخ ہر پلید کا
ماتم سے میرے دُکھتا ہے سینہ یزید کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر ماتمی کو جان سے پیاری ہے کربلا
خونِ حسینؑ نے جو نکھاری ہے کربلا
ہارے گی اور نہ ہاری ہے کربلا
ہر ماتمی کی شکل میں جاری ہے کربلا

سایہ ہے ماتمی پہ شہہِ مشرقین کا
ہر ماتمی ہے ایک سپاہی حسینؑ کا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

o

دنیا جہاں خلافِ عزا بولنے لگی
ہر ماتمی میں کرب و بلا بولنے لگی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملکۂ ایثار و وفا

کنیزِ سیدہ زہراؑ حبش کی ملکہ ہوں
بڑا مقام ہے میرا حبش کی ملکہ ہوں
وفاؤں کا ہوں میں کعبہ حبش کی ملکہ ہوں
زمانہ کہتا ہے فضّہ حبش کی ملکہ ہوں

زمانے بھر سے یہ اونچا مقام رکھا ہے
مرا رسولِ دوعالم نے نام رکھا ہے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا سے میں نے یہ رتبۂ عظیم پایا ہے
علیؑ ولی کی ولا نے مجھے سجایا ہے
رسولِ پاکؐ نے بیٹی مجھے بنایا ہے
جنابِ زہراؑ نے مجھ کو بہن بلایا ہے

نمازِ عشق و وفا کی اذاں کہا ہے مجھے
جنابِ زہراؑ کے بچوں نے ماں کہا ہے مجھے

لُٹا کے تخت یہ دولت کمائی ہے میں نے
جبیں بتولؑ کے در پر جھکائی ہے میں نے
بلند سب سے یہ توقیر پائی ہے میں نے
کہ ساتھ زہراؑ کے چکی چلائی ہے میں نے

زمیں پہ ہوتے ہوئے آسماں میں رہتی ہوں
خدا مکیں ہے جہاں اُس مکاں میں رہتی ہوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر ایک صورتِ حالات میں مَیں شامل ہوں
رسولِ پاکؐ کی خدمات میں مَیں شامل ہوں
کرم یہ ہے کہ کرامات میں مَیں شامل ہوں
کلامِ پاک کی آیات میں مَیں شامل ہوں

طہارتوں کا ہی مفہوم کر دیا ہے مجھے
نگاہِ زہراؑ نے معصوم کر دیا ہے مجھے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

قسم خدا کی زمانوں سے کامیاب ہوں میں
جو منتخب ہے نبی اُس کا انتخاب ہوں میں
یہ فخر ہے کہ کنیزِ ابوترابؑ ہوں میں
نقابِ رب جلی کے لئے نقاب ہوں میں

بڑھے ہوئے یہ مراتب مزید بڑھتے ہیں
مری ردا پہ محمدؐ نماز پڑھتے ہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسنؑ حسینؑ کا جھولا کبھی جھلاتی رہی
میں اپنے سینے پہ زینبؑ کو بھی سلاتی رہی
خدا کے ہاتھوں کا یوں ہاتھ میں بٹاتی رہی
نوالے ہاتھوں سے حسنینؑ کو کھلاتی رہی

یہ میری خدمتِ اعلیٰ کا اک حوالہ ہے
جہان پالنے والوں کو میں نے پالا ہے

کسے خبر ہے کہ مجھ پر ہے جو عطا کیا ہے
مرا مقام ہے کیا میرا مرتبہ کیا ہے
مرے لئے یہ درِ بنتِ مصطفیٰؐ کیا ہے
زمانہ جانے گا کیسے مری وفا کیا ہے

وفائے آلِ نبیؐ کا سبق پڑھایا ہے
کہ میں نے گود میں عباسؑ کو کِھلایا ہے

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Saheel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عظیم رتبوں کے حامل ہیں میثمؑ و قنبرؑ
کہاں جہان میں مقدادؓ کا کوئی ہمسر
علیؑ ولی کی ولا سے ہیں معتبر بوزرؓ
ہیں اہلِ بیتؑ میں سلماںؑ بہ قولِ پیغمبرؐ

سمجھ سکو مرا رتبہ تو میں بتاتی ہوں
میں پاک زہراؑ کی تنہائیوں کی ساتھی ہوں

میں کن صفات کی مظہر ہوں یہ کسے ہے خبر
زنانِ دہر سے بہتر ہوں یہ کسے ہے خبر
حدودِ رجس سے باہر ہوں یہ کسے ہے خبر
میں کتنی طاہر و اطہر ہوں یہ کسے ہے خبر

وجودِ زہراؑ سے انوار کو سمویا ہے
کہ میں نے چادرِ تطہیر کو بھی دھویا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

درِ بتولؑ پہ اپنی حیات کی میں نے
یہیں پہ دن تو یہیں اپنی رات کی میں نے
بلند اور بھی کچھ اپنی ذات کی میں نے
زبان کھولی تو آیت میں بات کی میں نے

ہے اختیار، قضا کو بھی ٹوک سکتی ہوں
میں در پر آئے فرشتوں کو روک سکتی ہوں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Saheel-e-Sakina

زمانے تیرے کمالات کیا مرے آگے
یہ مال و زور کے کرشمات کیا مرے آگے
یہ روز و شب کے طلسمات کیا مرے آگے
ہے تخت و تاج کی اوقات کیا مرے آگے

بتولِؑ پاک کا صدقہ اُتار آئی ہوں
میں تخت و تاج کو جوتی پہ مار آئی ہوں

ہے روزِ حشر کا امکان کون کس کے لئے
کُھلے گا آج ہے پہچان کون کس کے لئے
بنے گا عدل کی میزان کون کس کے لئے
ہوا ہے دین پہ قربان کون کس کے لئے

ہر ایک ماں کا وہاں نورِ عین آئے گا
مری طرف سے وہاں پر حسینؑ آئے گا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

کیا ہے نورِ علی یہ کلام فضّہؑ نے
بتایا دہر کو اپنا مقام فضّہؑ نے
نبھایا عہدِ وفا گام گام فضّہؑ نے
خود انبیاء سے لیا ہے سلام فضّہؑ نے

بہت ہی ارفع و عالی مقام ہے فضّہؑ
بتولؑ زادی کے پردے کا نام ہے فضّہؑ

Presented by: Rana Jabir Abbas

محوِ سفر نسب کا ہے معیار خون میں
شامل ہے عشقِ حیدرِ کرارؑ خون میں

آتی ہے اُس کے جسم سے خوشبو بہشت کی
آتا ہے جب نہا کے عزادار خون میں

دل میں سمائے گی نہ ولائے علیؑ کبھی
ہے گر ذرا بھی بُغض کی مقدار خون میں

آتا ہے جب بھی دشمنِ شبیرؑ سامنے
کروٹ بدلنے لگتا ہے مختارؒ خون میں

سولی پہ بھی سُناتے ہیں ہم مدحتِ علیؑ
یوں بولتا ہے میثمِ تمارؒ خون میں

ہے آرزو کہ دیکھوں زمانہ ظہور کا
دیکھوں میں تر لعینوں کی دستار خون میں

اے نوؔر بن گئی وہ علاجِ غمِ حیات
زنجیر تر جو ہو گئی اک بار خون میں

jabir.abbas@yahoo.com www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فضائل ذوالجناح

میں ہوں راھوارِ حسینؑ

مرتجز نام ہے شبیرؑ کا راہوار ہوں میں
نورِ اول کی قسم شاملِ انوار ہوں میں
خود وفادار یہ کہتے ہیں وفادار ہوں میں
میرے ہم جنس جو ہیں انکا علمدار ہوں میں

جب سے اللہ نے اِس در کی غلامی دی ہے
مجھ کو آ کے فرشتوں نے سلامی دی ہے

www.ziaraat.com Sateel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہ جو ہے شافعہِ بطحا ہے آقا میرا
جس کی ٹھوکر میں ہے دنیا وہ ہے آقا میرا
جس کے سجدے میں ہے کعبہ وہ ہے آقا میرا
جو ہے عباسؑ کا آقا وہ ہے آقا میرا

نور کو جس نے اُٹھایا وہ عماری میں ہوں
دوشِ احمدؐ کے سواروں کی سواری میں ہوں

اک طرف سارے شرف ایک طرف میرا سوار
اک طرف اوجِ سلف ایک طرف میرا سوار
دو جہاں ایک طرف ایک طرف میرا سوار
اک طرف نبیوں کی صف ایک طرف میرا سوار

اپنے راکب کے سبب قبلہِ عُشاق ہوں میں
کربلا تجھ پہ جو اُترا ہے وہ بُرّاق ہوں میں

www.ziaraat.com
Safeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درِ زہراؑ پہ سدا سر کو جُھکایا میں نے
خود میں پاکیزہ اُجالوں کو سمایا میں نے
اِسی دربار سے یہ مرتبہ پایا میں نے
پشت پر وزنِ اولل امر اُٹھایا میں نے

کون کہتا ہے کہ پابندِ رہِ جہل ہوں میں
بہ خدا بولتے قرآں کے لئے رحل ہوں میں

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

کچھ کہوں اپنی زباں سے یہ کہاں میری مجال
میں نے پایا شہہؑ بے مثل کے دم سے یہ کمال
لا نہیں سکتا زمانے میں کوئی میری مثال
شہہؑ نے بچوں کی طرح رکھا سدا میرا خیال

دل شکستوں کے لئے حرفِ تسلی میں ہوں
جس سے ظاہر ہو تجلی وہ مجلی میں ہوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درِ عمرانؑ نے بخشا ہے یہ فیضان مجھے
روزِ اول سے ہے توحید پہ ایمان مجھے
حدِّ ممکن میں نہیں لا سکا امکان مجھے
جانور ہے وہ ، سمجھتا ہے جو حیوان مجھے

آیتوں میں بہ خدا ذکر مرا آتا ہے
میری ٹاپوں کی تو اللہ قسم کھاتا ہے

رب نے کھائی ہے کبھی میرے پسینے کی قسم
کبھی چل بل کی کبھی میرے قرینے کی قسم
پاک بستی کی قسم ، پاک مدینے کی قسم
کھا کے کہتا ہوں میں بخشش کے سفینے کی قسم

شاملِ جزوِ اذاں ، رُکنِ عبادت ہوتا ہے
یہ نہیں ہوتا تو قرآن کی آیت ہوتا

jabir.abbas@yahoo.com
www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نسبتِ شاہؑ سے ہی صاحبِ اعزاز ہوں میں
جس کا دم بھرتا قُطمیر وہ دم ساز ہوں میں
ہے زمانے کو خبر معجزہ پرداز ہوں میں
پر نہیں رکھتا مگر مائلِ پرواز ہوں میں

پئے باطل میں دہکتا ہوا انگارہ ہوں
جو ہیں اللہ کے پیارے میں اُنہیں پیارا ہوں

نسبت خاص یہ رکھتی ہے طہارت مجھ سے
دور اللہ نے رکھی ہے نجاست مجھ سے
باتیں کرتی رہی اللہ کی آیت مجھ سے
کتنا خوش بخت ہوں میں، خوش ہے امامت مجھ سے

ربِ کعبہ کی قسم یوں بھی عبادت کی ہے
میں نے اللہ کے چہرے کی زیارت کی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

شُکرِ خالق ، کہ مجھے بیتِ پیمبرؐ میں رکھا
دو جہاں جس کے گداگر ہیں اُسی گھر میں رکھا
کسی باطل نہ کسی غیر کے چکر میں رکھا
جب بھی رکھّا مجھے اسلام کے لشکر میں رکھا

زِین جب بھی شہہؑ والا نے سنواری ہے مری
خود نظر ثانیِ زہراؑ نے اُتاری ہے مری

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sakina-e-Sakina

دل ہلا دیتی ہے شیروں کا بھی للکار مری
راہ کب روک سکی ہے کوئی دیوار مری
ہر تمنا نظر آئی سحر آثار مری
روشنی کی بھی نہیں ہے جو ہے رفتار مری

ایسی رفتار بھلا کوئی کہاں پاتا ہے
کربلا ہی سے مجھے شام نظر آتا ہے

آسمانوں کے کناروں کی خبر ہے مجھ کو
نحس اور سعد ستاروں کی خبر ہے مجھ کو
جتنے سیار ہیں ساروں کی خبر ہے مجھ کو
شہہؑ کی نظروں کے اشاروں کی خبر ہے مجھ کو

ہے کہاں شہہؑ کی نظر کس نے یہاں جانا ہے
میں نے پہچانا یا عباسؑ نے پہچانا ہے

ماہ و خورشید کی ضو میں مرے پیرائے ہیں
ہم قدم عرش ہے قدسی مرے ہمسائے ہیں
مجھ میں اوصافِ ملائک بھی سمٹ آئے ہیں
گُر وفاداری کے عباسؑ نے سکھلائے ہیں

اس لئے تشنہ لبی میرا اثاثہ ہی رہا
مثلِ عباسؑ ، لبِ نہر میں پیاسا ہی رہا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

چہرۂ شاہؑ کا دیکھا ہے اُجالا میں نے
باقی رکھا ہے وفاؤں کا حوالہ میں نے
ہر قدم شہہؑ کے لئے خود کو سنبھالا میں نے
کربلا کے لئے خود پیاس کو پالا میں نے

صبر و ایثار کے معنوں کو بدل ڈالا ہے
موجِ دریا کو تو پیروں سے کچل ڈالا ہے

مرے مالک کی بڑی خاص عطا ہے مجھ پر
ہر قدم اک نئی رحمت کی گھٹا ہے مجھ پر
بابِ رحمت بھی ہر اک گام کُھلا ہے مجھ پر
سایہ عباسؑ کے پرچم کا رہا ہے مجھ پر

میرے قدموں میں زمانے کے کنارے ہوں گے
میری چنگاریاں دوزخ کے شرارے ہوں گے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امرِ خالق سے میں انوار کے پیکر میں ڈھلا
شبِ اسرا مری رفتار سے بُراق چلا
کب سمجھ پایا زمانہ مرے رتبے کو بھلا
جہاں حسنینؑ پلے میں بھی اُسی گھر میں پلا

دانہ شہزادیؑ نے دامن میں کھلایا ہے مجھے
پانی سقائےؑ سکینہؑ نے پلایا ہے مجھے

شان کو سمجھو مری ، میرا سراپا دیکھو
دشمنِ دین پہ تم میرا جھپٹنا دیکھو
چاہتے ہو جو اگر تم مرا رتبہ دیکھو
میرے پیروں سے سکینہؑ کا لپٹنا دیکھو

رتبہ امکانِ بشر میں یہ کبھی آ نہ سکا
مرتبہ ایسا فرشتہ بھی کوئی پا نہ سکا

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے عزادار زمانے میں دعائے زہراؑ
ہے عزادار کے ہم راہ ولائے زہراؑ
ہے عزادار پہ ہر گام عطائے زہراؑ
سایہ کرتی ہے سدا اُس پہ ردائے زہراؑ

ہر عزاداریِ شبیرؑ کا معمار ہوں میں
برسرِ لاشۂ شہؑ ، پہلا عزادار ہوں میں

شیرِ اللہ سے پائی ہے شجاعت میں نے
ساتھ شبیرؑ کے کی دین کی نصرت میں نے
پائی کچھ اس لئے دنیا میں یہ عزت میں نے
کی ہے عباسِؑ علمدار کی بیعت میں نے

دلِ مومن میں سدا میری عقیدت ہوگی
حشر تک میری شبیہوں کی زیارت ہوگی

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Saheel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بنی ہاشم کا زمانے میں حشم باقی ہے
کربلا باقی ہے شبیرؑ کا غم باقی ہے
میرے آقا کا زمانوں پہ کرم باقی ہے
میں ہوں باقی مرے غازیؑ کا علم باقی ہے

خلق خالق نے کیا ہم کو امامت کے لئے
آج بھی باقی ہیں ہم آخری حجت کے لئے

مرتجز نورِ علی آج بھی کرتا ہے کلام
ساتھ قائمؑ کے کروں گا میں سرِ دہر قیام
سارے عالم کو سمجھ آئے گا تب میرا مقام
جب مری پشت پہ آئے گا زمانے کا امامؑ

چشمِ آگاہ کو میں سجدۂ شاہی دوں گا
میں اُنہیں سارے شہیدوں کی گواہی دوں گا

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سجدۂِ عشق پر نگاہِ مودّت

حالت نماز میں سجدہ وہ رُکن ہے جو نماز کے جملہ ارکان میں سب سے زیادہ پسندیدۂِ باری تعالیٰ ہے، کیونکہ عاجزی میں سجدے کی حد سے آگے انساں جھک ہی نہیں سکتا اور اگر سجدہ کرنے والے کی جبین، عشق کے جذبہ سے سرشار ہو تو اُس سجدے کی قدر و منزلت کا درجہ کس قدر بلند ہوگا یہ آپ خود اندازہ کر لیں۔

نور علی نور جو اِس کتاب کے مصنف ہیں فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے ساتھ ساتھ اہلبیت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سچے عاشق ہیں۔ اُن کے یہ جذبات فطری ہیں کیونکہ اُنہوں نے مذہب جعفری کو اپنے علم اور محبت کی بِنا پر گلے لگایا اور اِسی کے تصدق میں اپکو یہ انعام ملا کہ وہ مدحت نگاری پر معمور کر دیئے گئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دین اسلام میں عہد نبوی سے مدحت نگاری کا سلسلہ رواج پایا جسے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا ''حضرتِ ابوطالبؑ'' وہ پہلے برگزیدہ شاعر ہیں جنہیں دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پذیرائی کے پھولوں کی مالا ملی۔ یہ بھی سچ ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبائل عرب اپنی زبان دانی اور علمیت پر بڑے نازاں تھے۔ عربی اور عجمی کی اِصطلاحات کا رواج بھی اُنہی لوگوں کی دین ہے۔

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کوئی بھی شاعر اُنکی اجازت کے بغیر خواہ وہ کتنا ہی محبّ ہو، نعتِ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتا اور اُسے مدحت کرنے کی توقیر سے نوازا نہیں جاسکتا۔

نورعلی نور نے دُنیاوی سکندروں اور کج کلاہوں سے منہ موڑ کر اپنے قلم کو عقیدت کی روشنائی میں ڈبویا اور قلم کو جائے نماز عشق پر سجدے کی سعادت سے ہمکنار کردیا۔ ذاتِ کریم کو یہ ادا پسند آئی تو محبوب خُدا نے اُنہیں شاعرِ اہلِ بیت بننے کی نعمت عطا کردی۔ اُن کا ذہن صرف اور صرف اللہ و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُرمت، آئمہ کی طہارت، شجاعت کے بارے میں سوچتا ہے۔ یہ پاک سوچ محبت کی آنچ پہ کندن بنتی ہے۔ مدحت کے ہیروں سے مزّین ہوتی ہے اور قرطاس عشق پر انمول جواہرات کی لڑی کی صورت آنکھوں کو چندھیا دیتی ہے، ذہنوں کو مہکا دیتی ہے۔ یوں مشامِ جاں معّطر ہوجاتے ہیں اگر کوئی اُن اشعار کو پڑھتا ہے تو حلاوت عشق سے سرشار ہوجاتا ہے۔

www.Zaraat.com
Saheefa-e-Aqeedat
jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شعر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دِل سے نکلتا ہے اور دل پر اثر کرتا ہے۔ کتاب جبینِ عشق کا سجدہ کا ہر شعر اِس تعریفِ شعر پر مکمل کھرا ثابت ہوتا ہے۔ اُنکی شاعری میں آورد کا گمان کم کم ہوتا ہے۔

معاملاتِ عشق میں الفاظ کا انتخاب کرنا نہیں پڑتا بلکہ الفاظ کی ذہن پر برسات ہوتی ہے، جو سب کے سب رنگ برنگے موتیوں کی صورت ہوتے ہیں۔ شاعر اپنے مضمون کی مناسبت سے مختلف رنگوں کے موتیوں کا انتخاب کر کے محبت کی لڑی میں پرُوتا ہے۔ موتی در موتی، رنگ در رنگ گلستان مدحت کی شکل اختیار کرتے جاتے ہیں اور یوں کلام مدحت آنکھوں کو چکا چوند بخشنے لگتا ہے۔

نورعلی نور کا تمسک اہلبیت کیا معجزہ دکھاتا ہے، آپ بھی دیکھیے

جہاں میں چودہ ہی معصوم ایسے ہیں جن کا
سبھی رسولؐ بہت احترام کرتے ہیں
مگر خدا کی خدائی میں اک ابوطالبؑ
ہے ایسا جس کو یہ چودہ سلام کرتے ہیں

اِس عشق سے مہکے ہوئے قطعہ میں تاریخ کی شہادت ہے، درجات اہلبیت کا عکس ہے، اور حضرت علیؑ سے عبدالعباد تک آنے والے اماموں کی عظمت، نجابت کے ساتھ اطاعت کا ذکر شامل ہے جسکی گواہی خود لوحِ محفوظ سے اُترے ہوئے قرآنِ پاک کی زینت ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِسی طرح کے ایک اور مضمون کی سلیقہ مندی دیکھئے

اپنی مثال آپ ہیں یہ پانچ بے مثال
ہر چیز کو زوال ہے یہ پانچ لازوال

ہر کمال را زوال کا محاورہ تمام دنیوی خُشک وتَر پر حُکم رکھتا ہے مگر پنجتن پاک کی برگزیدہ ہستیاں اِس سے ماورا ہیں۔ دینی گلستان ادب کی امین نورعلی نور کی کتاب جبین عشق کا سجدہ الٰہیات، نبوّت، امامت اور ان کی تابندہ تعلیمات کے تقدس، طہارت، عظمت کا بے مثال مرقّع اور شاعری کی گوناں صفات اور صنعتوں کا گنجینہ ہے۔

اگر کسی کے دل میں محبت اہلِ بیت کا فقط بیج ہے تو یہ کتاب اُسے کونپل سے اُٹھا کر طاقتور درخت بنانے کی تاثیر رکھتی ہے۔

نوازش علی شیخ
نثار آرٹ پریس لاہور

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیگر کتابیں

ناکمل	(غزلیات)
بے ترتیب	(نظم وغزل)
اقلیمِ وفا	(شاعری در شانِ عباسؑ)
تائیدِ معصومؑ	(مذہبی مضامین)

زیرِ طبع

لفظوں کا عزاء خانہ	(نوحے)
بے ترتیب	(دوسرا ایڈیشن)
اقلیمِ وفا	(تیسرا ایڈیشن)
معراجِ قلم	(14 مرثیے)
بہتر آیتیں	(مدحِ محمدؐ وآلِ محمدؐ)

جو حرفِ باوضو آیا ہے کاغذ کے مصلے پر
ہے محرابِ مودت میں جبینِ عشق کا سجدہ

اِلتماسِ دُعا
نثار آرٹ پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas